﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :۔ نصیر احمد قمر

جلد 19

جمعۃ المبارک 14 / دسمبر 2012ء
صفر 1434 ہجری قمری 14 فتح 1391 ہجری شمسی

شمارہ 50

راستوں کی صفائی

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو رستے میں یا درختوں کے سائے میں بول و براز کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ قضائے حاجت کے لئے انسان رستے سے دور چلا جائے تا کہ مسافروں کو تکلیف نہ ہو۔ نیز فرمایا کہ درختوں کے سائے میں بھی قضائے حاجت نہ کی جائے کیونکہ ان کے نیچے لوگ آرام کرتے ہیں۔

(ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب المواضع التی نہی النبی عن البول فیہا حدیث نمبر 2423)

ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ احمدیت میں شامل ہوتے ہیں۔ اور اب تو لاکھوں کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کا نتیجہ ہے کہ آپ کی جماعت نے ترقی کرنی ہے، بڑھنا ہے۔ پس ہر احمدی جو چاہے کئی نسلوں سے احمدی ہے یا نیا شامل ہونے والا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک نشان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ کر دل حمد سے بھر جاتا ہے۔ نئے شامل ہونے والوں کے ایمان اور ایقان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ان لوگوں نے کتنی جلدی کتنی ترقی کی ہے اور بڑی تیزی سے مزید ترقی کی منازل طے کرتے چلے جا رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں کے قبول احمدیت اور اس کے نتیجہ میں ان کے اندر پیدا ہونے والی پاک تبدیلیوں کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

یہ چند واقعات جو مَیں نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ یہ جہاں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق ہونے پر یقین کامل پیدا کرتے ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تسبیح تحمید اور استغفار کی طرف بھی زیادہ سے زیادہ توجہ پھیرنے والے ہونے چاہئیں۔

آپ جو انصار اللہ کہلاتے ہیں حقیقی رنگ میں اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انصار اللہ بنیں اور بننے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر اُس کی حمد کرتے ہوئے مزید شکر گزار بنیں۔ استغفار کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں اور نئے آنے والوں کے لئے اسی طرح اپنے لئے بھی مضبوطی ایمان اور ہر قسم کے شرور سے بچنے کی دعا کریں۔

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 7/ اکتوبر 2012ء بروز اتوار طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اس وقت میرے سامنے آپ جو انصار بیٹھے ہیں، آپ میں سے بہت سوں کے باپ دادا نے احمدیت قبول کی ہو گی اور کئی نسلوں سے آپ میں احمدیت چلی آ رہی ہے۔ بہت سے ایسے بھی ہوں گے جن کو تیس چالیس سال پہلے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اُن کی نسلیں بھی پیدائشی احمدی ہیں۔ اسی طرح مسلسل یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ احمدیت میں شامل ہوتے ہیں۔ اور اب تو لاکھوں کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کا نتیجہ ہے کہ آپ کی جماعت نے ترقی کرنی ہے، بڑھنا ہے۔ پس ہر احمدی جو چاہے کئی نسلوں سے احمدی ہے یا نیا شامل ہونے والا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک نشان ہے۔ لیکن اب جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ واقعات کثرت سے ہوتے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں جماعت میں لوگ شامل ہوتے ہیں اور پھر شامل ہونے والے اپنے واقعات بھی بیان کرتے ہیں کہ کس طرح اُن کو شامل ہونے کی تحریک پیدا ہوئی، کیا وجہ ہوئی اُن کے احمدیت قبول کرنے کی۔ اس کے بعد اُن میں کیا تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ اور جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں جلسہ کی دوسرے دن کی تقریر میں جماعت کی ترقی کا یہ ذکر ہوتا ہے اور اُن میں مختلف لوگوں کے واقعات بھی میں بیان کرتا ہوں۔ اب ان کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی ہے، اس کثرت سے مختلف لوگوں کے یہ واقعات آتے ہیں کہ ایک تقریر میں ان کا احاطہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جب مَیں یہ واقعات پڑھتا ہوں تو بعض اوقات دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی ہے کہ کیسے کیسے لوگ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل فرما رہا ہے اور اُن میں کس طرح تبدیلیاں پیدا فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ کر دل حمد سے بھر جاتا ہے۔ نئے شامل ہونے والوں کے ایمان اور ایقان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کتنی جلدی ان لوگوں نے کتنی ترقی کی ہے اور بڑی تیزی سے مزید ترقی کی منازل طے کرتے چلے جا رہے ہیں۔

بہرحال مَیں نے سوچا کہ آج اُس کیفیت میں آپ لوگوں کو بھی شامل کرنا چاہئے جو ان کے واقعات دیکھ کر ہوتی ہے۔ جس کے لئے یہی طریق ہو سکتا ہے، جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ کو آج شامل کروں اور مختلف اوقات میں، مختلف مجالس میں ان کا ذکر کیا جاتا رہے جو ہر ایک کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث بنتے ہیں۔

✿......انڈیا سے سروترا جماعت جو گجرات میں ہے، اُس کے صدر اصغر بھائی صاحب لکھتے ہیں کہ جب سے وہ بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے ہیں، مخالفین ہر طرح سے اُن کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔ جہاں اُن کی بیٹی کی شادی ہوئی تھی اُن لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ یہ احمدی ہو گئے ہیں تو ان پر زور ڈالا کہ احمدیت چھوڑ دو۔ بیٹی کے سسرال والوں نے شہر کے بڑے بڑے علماء کو اکٹھا کیا۔ (انڈیا میں بھی بہت زیادہ مخالفت شروع ہو چکی ہے) اور رات میٹنگ بٹھا کر کہا کہ یا تو احمدیت چھوڑ دو یا لڑکی کو اپنے ساتھ واپس لے جاؤ۔ موصوف نے مخالفین کا مقابلہ کیا اور بڑی دلیری سے کہا کہ بیشک میری بیٹی واپس بھیج دو لیکن میں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔ وہیں رات کو بیٹھ کر طلاق لکھی گئی اور لڑکی کو طلاق دے کر صبح اپنے ماں باپ کے ساتھ بھیج دیا گیا۔ یعنی ایک رات بھی یہ شادی نہیں چلی۔ یہ اپنی بیٹی کو لے آئے لیکن اپنے ایمان پر کسی قسم کی آنچ نہیں آنے دی اور ثابت قدم رہے۔

یہ اُن لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو بعض پرانے

احمدی ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر، رشتوں پر کوشش ہوتی ہے کہ ہماری بات مان لی جائے اور لڑکیوں کے معاملے میں خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑا واضح طور پر فرمایا ہے کہ اپنی لڑکیاں غیر احمدی کو نہیں دینیں۔

❁ ......پھر اعجاز احمد صاحب مبلغ سلسلہ بورکینا فاسو لکھتے ہیں کہ شہر دُوْگُو کے ایک نو مبائع پارے ادریس صاحب ہیں جو کہ مستری کا کام کرتے ہیں۔ انہوں نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی ہمارے لوکل مشنری زَوْرِے اسماعیل سے کر دی۔ احمدیت میں داخل ہونے سے پہلے وہ وہابی تھے۔ انہوں نے اپنی مسجد میں جا کر اعلان کیا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا رشتہ جماعت احمدیہ کے مشنری سے کر دیا ہے اور ان کی بیٹی کا نکاح بھی احمدیہ مسجد میں ہی ہوگا۔ اس لئے وہ سب کو دعوت دینے کے لئے آئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا کہ وہ امام مہدی جس کا انتظار ہے آ چکے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ جب مولویوں نے اُن کی یہ بات سنی تو انہوں نے کہا کہ تُو نے اپنی بیٹی کا رشتہ کافر سے کر دیا ہے۔ اس لئے توبہ کرو اور اپنی بیٹی کا رشتہ وہاں نہ کرو۔ ایک زمانہ تھا جب مسلمانوں کو وہاں افریقہ میں کوئی پوچھا نہیں کرتا تھا، لیکن اب کئی سالوں سے، کچھ عرصے سے مختلف عرب ممالک، مسلم ممالک اپنے لوگوں کو بھیجتے ہیں جن کا صرف اس بات پر زور ہوتا ہے کہ احمدی کافر ہیں، جماعت میں شامل نہ ہوں اور اکثر جگہ کافی مہم چل رہی ہے۔ لیکن بہرحال اس سے لوگوں کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔ تو کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا اس لئے توبہ کرو اور اپنی بیٹی کا رشتہ وہاں نہ کرو۔ اس پر ادریس صاحب وہاں سے چلے آئے اور کچھ عرصے بعد جب اُن کی بیٹی کی شادی ہوگئی تو اُن کی دوسری بیوی کے والدین نے اپنی بیٹی کو گھر بلا لیا۔ بیٹی کو انہوں نے کچھ نہیں بتایا کہ کس سلسلہ میں انہوں نے اس کو گھر بلایا ہے۔ کیونکہ لڑکی کے والدین اور مولوی صاحبان آپس میں بات کر چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ادریس صاحب کو بلایا اور کہا کہ ہماری تین شرائط ہیں۔ تم سب کے سامنے یہ اقرار کرو کہ نعوذ باللہ امام مہدی علیہ السلام جھوٹے ہیں۔ نمبر دو اعلان کرو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ دوبارہ آئیں گے۔ نمبر تین یہ کہ تم نے اپنی بیٹی جو احمدیہ مشنری کو دی ہے، اُس کو واپس بلاؤ۔ یہ تین شرطیں پوری کرو گے تو تمہیں تمہاری بیوی واپس دے دیں گے۔ اس پر ادریس صاحب نے سبحان اللہ کہا اور واضح طور پر بتا دیا کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے اور کہا کہ وہ حق کو تسلیم کر چکے ہیں اور اس کے لئے جتنی بھی قربانیاں دینی پڑیں وہ تیار ہیں۔ اس کے بعد ادریس صاحب نے بیوی کے والدین سے بات کرنا چاہی مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ جو ہمارے مولویوں کا فیصلہ ہے وہی ہمارا فیصلہ ہے۔ اس پر وہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر گھر چلے آئے لیکن احمدیت پر قائم رہے۔

❁ ......مفیض الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ بوسنیا لکھتے ہیں کہ ایک دوست سماجو مفتی صاحب (Samajo Muftich) کو جب جماعت کا پیغام پہنچا تو موصوف جماعتی سینٹر میں آئے اور جماعتی تعلیم کے بارے میں استفسار کرتے رہے۔ دورانِ گفتگو اُن کی نظر (وہاں میری تصویر لگی ہوئی تھی) اُس پر پڑتی تھی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ جب اُن کو تعارف کروایا گیا تو کہنے لگے کہ ان سے ملاقات ہو سکتی ہے؟ اُن دنوں میں چونکہ جلسہ جرمنی کی آمد تھی۔ موصوف جلسہ جرمنی میں تشریف لائے، وہاں جلسہ میں شامل ہوئے۔ جلسہ کے سب مقررین کی بھی اور میری بھی تقریریں سنیں۔ وہاں مجھے ملے بھی، دیکھتے رہے اور بڑے جذباتی ہوتے رہے۔ اور یہ بھی کہتے رہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ مَیں کیوں رو رہا ہوں اور اس جلسہ پر بیعت کر کے پھر جماعت میں داخل ہو گئے۔ چودہ سال سے نماز اور اسلامی شعار سے بالکل دُور تھے حالانکہ پہلے مسلمان تھے۔ لیکن الحمد للہ اب احمدیت میں داخل ہونے کے بعد ان تمام شعار کے پابند ہیں اور پابندی کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ انقلاب ہے جو احمدیت لاتی ہے اور ہر احمدی کو یہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے اور تبھی ہم، جو انصار اللہ کی عمر کے ہیں، انصار اللہ بھی کہلا سکتے ہیں کہ اگر اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں اور اخلاص و وفا کے اعلیٰ نمونے دکھانے والے ہوں۔

❁ ......پھر اسی طرح لکھتے ہیں کہ ایک اور دوست حسن صاحب کو احمدیت کا پیغام ملا تو دو تین مرتبہ احمدیت کے بارے میں گفتگو کے بعد موصوف نے بیعت کر لی۔ اُن کا کہنا ہے کہ اس وقت اسلامی معاشرے میں ایک مثبت تبدیلی کی ضرورت ہے جو صرف احمدیت میں نظر آتی ہے۔ موصوف چونکہ کتب کی فروخت کا کاروبار کرتے ہیں اس لئے انہوں نے اپنے بک سٹال پر جماعتی کتب بھی رکھی ہوئی ہیں اور خود بھی تبلیغی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

❁ ......صدر صاحب نیوزی لینڈ لکھتے ہیں کہ نومبر 2011ء میں جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کو یہاں کے مقامی ماؤری (Maori) باشندوں میں سے پہلی بیعت حاصل ہوئی۔ اس دوست میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام احمدیت قبول کرنے کے بعد ایک بڑی نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ یہ دوست بیعت سے قبل بدقسمتی سے اپنے مخصوص ماحول کی وجہ سے پُرتشدد طبیعت کے مالک تھے۔ چنانچہ اسی وجہ سے گھریلو تشدد کے باعث اُن کا معاملہ پولیس کے پاس چلا گیا اور ان کے ماضی کی وجہ سے قوی امکان یہی تھا کہ اُنہیں جیل ہو جائے گی۔ اُن کی اہلیہ جو کہ جماعت میں کافی دلچسپی لیتی ہیں، اُنہوں نے کہا کہ اگر احمدیت سچی ہے تو پھر تمہیں سزا سے بچ جانا چاہئے۔ اس ضمن میں انہوں نے مجھے بھی دعا کے لئے لکھا۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اُنہیں جیل سے محفوظ رکھا۔ ان کی اہلیہ نے ابھی تک بیعت نہیں کی تاہم ان کے جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے ان کے قبیلے کے باقی لوگوں کے احمدیت قبول کرنے کا امکان ہے۔ ایک تو یہ بہت بڑا بریک تھرو (Break Through) ہوا ہے، لیکن انشاء اللہ وہاں کے یہ مقامی باشندے جو ماؤری کہلاتے ہیں جب کثیر تعداد میں احمدی ہوں گے تو اُس علاقے میں انشاء اللہ ایک بہت بڑا بریک تھرو ہوگا۔ اس قبیلے کے بعض ایلڈرز نے جماعتی وفد کے دورے کے موقع پر ہمارے ساتھ نماز بھی پڑھی۔ کیونکہ اُن کے ایک بزرگ نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ پیس پرافٹ (Peace Prophet) کے لوگ اُن کے ماؤری کا وزٹ کرنے آئیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اُن کو تیاری کروائی ہوئی ہے۔

❁ ......عرفان احمد صاحب مبلغ ٹوگو لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں میں تبلیغی پروگرام کے دوران ہمیں ایک بزرگ ملے جنہوں نے 1958ء میں غانا میں احمدیت قبول کی تھی۔ اس کے بعد اُن کا رابطہ بالکل ختم ہو گیا تھا لیکن دل سے احمدی تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو انہوں نے اپنے تمام حالات بتائے۔ پروگرام کے بعد اس علاقے کے مولویوں نے اکٹھے ہو کر اُن کو بلایا اور دھمکی دی کہ وہ ہرگز یہاں احمدیت نہیں آنے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں ہمیشہ سے احمدی ہوں اور یہاں کا رہنے والا ہوں۔ آج کے بعد یہاں احمدیت کی ترقی کے لئے کام کروں گا۔ اُس کے بعد سے بڑے ایکٹو (Active) ہو گئے۔

❁ ......ٹوگو ریجن ہاہو (Haho) کے ایک گاؤں کپیوے (Kpeve) میں تبلیغ کی گئی۔ یہ گاؤں مشرکوں کا ہے۔ تبلیغ کے نتیجے میں 64 افراد نے احمدیت قبول کی۔ حسبِ معمول مخالفین نے وہاں جا کر ان کو جماعت سے بدظن کرنے کے لئے غلط باتیں کرنی شروع کر دیں اور اُن سے کہا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ ان کو قبول کر کے تم دوزخ میں چلے جاؤ گے۔ سامان کی گاڑیاں بھر کر گاؤں میں آئے اور لالچ دی کہ جماعت کو چھوڑ دو تو یہ سب سامان دے دیں گے۔ ایک خوبصورت مسجد بنا کر دیں گے۔ گاؤں والوں نے باوجود غریب ہونے کے سب کچھ ٹھکرا دیا اور کہا کہ ہم زمین پر نماز پڑھ لیں گے۔ ہمیں ایمان کی جو روشنی احمدیت نے دی ہے اُس کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بعد مخالفین نے امام کو لالچ دیا کہ اگر تم ہماری طرف آ جاؤ تو ہم تم کو 35000 فرانک ماہانہ دیں گے۔ اُس نے جواب دیا کہ مجھے میرے کھیت سے جو ملتا ہے وہی کافی ہے۔ مجھے آپ کے پیسوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آخر مخالفین تمام تر کوششوں کے بعد ناکام لوٹ گئے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں پوری جماعت قائم ہے اور نظام کے ساتھ قائم ہے۔ لوگ پوری طرح اُس میں شامل ہیں۔

❁ ......بینن کے مبلغ عارف محمود صاحب لکھتے ہیں کہ توکپوئے (Tokpoe) میں جماعت کا قیام آج سے چار سال قبل ہوا۔ یہاں جماعت کی ایک مسجد بھی ہے جو کہ چند سال قبل تعمیر کی گئی تھی۔ اس سال رمضان المبارک میں اس گاؤں کے احمدی اور نو مبائع افراد کی تعلیم و تربیت اور دیگر جماعتی پروگرام کے لئے امیر صاحب کی اجازت سے مدرسہ احمدیہ پوبے سے پاس ہونے والے طلباء میں سے ایک طالبعلم اَگْبَوْزَو سلیمان (Agbozo Souleman) کو بھجوایا جو یکم رمضان سے لے کر عید تک یہاں رہا۔ اس طالبعلم نے مجھے بتایا کہ مورخہ تیس رمضان کو شام پانچ بجے ایک گاڑی ہماری مسجد کے پاس آ کر رکی اور اُس میں سے ایک عربی شخص اترا اور اُس نے اس طالبعلم سے پوچھا کہ اس مسجد کا امام کون ہے؟ سلیمان نے جواب دیا کہ مَیں ہی مسجد کا امام ہوں۔ اس طرح باتیں کرتے کرتے وہ سلیمان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا اور اندر سے مسجد کو دیکھا اور سلیمان سے کہا کہ وہ سعودی عرب سے ہے اور مکّہ مکرمہ کے قریب ہی اُس کا شہر ہے۔ وہ یہاں کام کے سلسلے میں آیا ہوا ہے اور اس نے چودہ ہزار فرانک سیفا نکال کر سلیمان کو دیئے اور کہا کہ کل عید ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آپ ان پیسوں سے کچھ خرید کر غریبوں میں تقسیم کر دیں۔ اس پر سلیمان نے اُس سے کہا کہ جماعتی سطح پر ہم نے انتظام کیا ہوا ہے اور ہم احمدیہ جماعت سے ہیں۔ ہم ہر بات اور کام کی تفصیل اپنے ریجن کے مشن ہاؤس کو دیتے ہیں اور وہ امیر کے ذریعے سے خلیفۃ المسیح کو رپورٹ بھجواتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ وہ جو عرب تھا اس آدمی نے شاید غور سے اُن کی بات نہیں سنی اور اپنی بات کرتا گیا کہ کس طرح اسلام کی خدمت کی جا سکتی ہے اور وہ کر بھی رہا ہے۔ (خود بتاتا رہا کہ میں کس طرح اسلام کی خدمت کرتا ہوں) کہتے ہیں اسی اثناء میں جو اُس کا ڈرائیور تھا اُس نے پوچھا کہ امیر کون ہے اور یہ خلیفہ کیا ہے؟ اُس کی بات سن کر وہ آدمی بھی تھوڑا سا چونکا اور پوچھا کہ مسجد کن کی ہے؟ سلیمان نے بتایا کہ احمدی مسلمانوں کی ہے۔ اُس نے پھر استفسار سے پوچھا کہ مسجد کن کی ہے؟ سلیمان نے کہا کہ بتایا تو ہے کہ یہ مسجد احمدی مسلمانوں کی ہے۔ جس پر وہ آدمی غصہ سے بولا کہ احمدی مسلمانوں کی نہیں، احمدی کافروں کی کہو، کیونکہ یہ لوگ کافر ہیں۔ پاکستان میں ان کو گورنمنٹ نے کافر قرار دیا ہوا ہے۔ (یعنی یہ فتوے اب سعودی عرب میں بھی پاکستان سے آتے ہیں)۔ سعودی عرب میں ہم نے بھی ان کے حج پر پابندی لگا رکھی ہے۔ یہ دہشتگرد ہیں اور اسلام سے باہر ہیں۔ اس پر سلیمان نے کہا کہ مسلمان یا کافر ہونے کا تو خدا ہی جانتا ہے کہ یہ کون ہے۔ اتنی دیر میں اس گاؤں کے کچھ اور افراد بھی آ گئے۔ اُن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلیمان نے مزید کہا کہ یہ سب لوگ بت پرست تھے۔ ان کو جماعت احمدیہ نے تبلیغ کی اور ان کو قرآن کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اُنہیں نماز پڑھنے کا طریق سکھایا گیا ہے۔ یہ سب احمدی جماعت نے کیا ہے؟ کیا کوئی کافر ایسا کر سکتا ہے؟ اور یہ لو اپنے چودہ ہزار فرانک سیفا اور جس اسلام کی تم خدمت کرنا چاہتے ہو، وہ اس گاؤں میں نہیں ہے۔ اس پر وہ آدمی بولا کہ اگر تم مسجد پر ''محمدیہ مسجد'' لکھ دو تو مَیں آپ کو اور بھی پیسے دینے کو تیار ہوں۔ سلیمان نے کہا کہ جو خزانہ تعلیمات کی صورت میں ہم کو جماعت احمدیہ سے ملا ہے، وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ (اوّل تو یہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں تھا لیکن بہرحال اُس کی جو نیت تھی وہ اَور تھی، اس لئے انہوں نے انکار کر دیا)۔ پھر وہ آدمی سلیمان کو دوسرے لوگوں سے ذرا فاصلے پر لے گیا۔ نوجوان سمجھ کے اُس نے سوچا کہ اس کو لالچ دو اور کہا کہ اگر تم احمدیت چھوڑ دو تو مَیں آپ کی ہر طرح کی مدد اور خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بلکہ آپ کا ماہانہ الاؤنس بھی مقرر کر دوں گا اور اس کے علاوہ بھی آپ کو وہ کچھ مل جائے گا جس کا تم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا۔ اس پر سلیمان نے کہا کہ مَیں جماعت کے لئے یہاں وقفِ عارضی پر آیا ہوں اور جو تعلیم اور ایمان کی دولت مجھے احمدیت سے ملی ہے، وہ کافی ہے۔ اور اس طرح وہ شرمندہ ہو کے واپس چلا گیا۔

❁ ......سید کریم صاحب انچارج علاقہ کھمم آندھرا (انڈیا) لکھتے ہیں کہ مخالفین جب اپنی کوششوں میں ناکام رہے تو انہوں نے آخر میں ایک پلان بنایا کہ دیہاتی لوگ غریب ہوتے ہیں ان کو کچھ پیسے دیئے جائیں تو وہ احمدیت چھوڑ کر ہماری طرف مائل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس جائیداد میں سے جو گورنمنٹ کی طرف سے وقف بورڈ کے تحت مسلمانوں کے لئے رکھی جاتی ہے کچھ زمین صدر صاحب جماعت احمدیہ کھمم اور ان کے بھائی شیخ کریم صاحب کو دینے کی کوشش کی اور ساتھ ہی ان کو ضلع میں ایک بڑا عہدہ دینے کی بھی پیشکش کی۔ اس زمین کی قیمت پچاس لاکھ روپے تھی۔ (انڈیا کی بات ہے۔) اس پر صدر صاحب نے اُن مخالفین احمدیت کو جواب دیا کہ ایمان کو دولت سے خریدنا چاہتے ہو؟ کتنے آدمیوں کو خریدو گے؟ آپ کی اس پچاس لاکھ کی جائیداد سے مَیں اللہ کے عذاب سے کس طرح بچ سکتا ہوں جو مجھے امام وقت کے انکار کی وجہ سے ملے گا۔ اس طرح مخالفین کے ساتھ صدر صاحب کی پانچ گھنٹوں تک بحث ہوتی رہی اور آخر میں اُن سے کہا کہ آپ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ دیہاتی لوگ غریب ہوتے ہیں۔ اس لئے لالچ وغیرہ دے کر اُن سے سب کچھ کروایا جا سکتا ہے۔ آپ غلطی پر ہیں۔ سچائی کے ساتھ مقابلہ مت کرو اور یہاں سے چلے جاؤ اور آئندہ ہمارے پاس کبھی نہ آنا۔ یہ کہہ کر اُن کو وہاں سے بھگا دیا۔

❁ ......اٹلی میں ایک نو مبائع نصر العامری صاحب بیان کرتے ہیں کہ سب سے بڑی چیز جو مجھے احمدیت میں آ کر ملی ہے وہ شجاعت ہے، بہادری ہے۔ مَیں سر اُٹھا کر مولویوں کے پاس جاتا ہوں اور اُنہیں کہتا ہوں کہ ان

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر225

مکرم الطیب الفرح صاحب (1)

میرا تعلق مراکش سے ہے جس کے مشرقی صوبہ وجدہ میں میری پیدائش 1971 میں ہوئی اور اسی علاقے میں میں دین اسلام کی محبت وغیرت اور اسلامی تعلیمات واقدار کے لئے بے حد احترام کے جذبات لے کر پلا بڑھا۔ پھر جوانی میں فکرِ معاش نے مجبور کیا تو 2000ء میں مَیں سپین آ گیا اور آج تک یہیں پر رہائش پذیر ہوں۔

احمدیت سے تعارف

مَیں نے 2009ء تک جماعت احمدیہ کا نام تک نہ سنا تھا۔ پھر ایک دن جب کہ مَیں ٹی وی کے سامنے بیٹھا ہاٹ برڈ پر مختلف یورپین چینلز بدل بدل کے دیکھ رہا تھا کہ ایم ٹی اے لگ گیا جس پر اس وقت اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر لگا ہوا تھا۔ یہ پروگرام پہلی ہی نظر میں میری توجہ کا مرکز بن گیا کیونکہ اس میں عیسائیوں کے ساتھ بحث مباحثہ ہو رہا تھا جس کا مضمون عصمت انبیاء اور عصمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، نیز بعض غلط افکار ومفاہیم کی تصحیح تھا۔ دراصل یہی وہ مضمون تھا جس نے کچھ عرصہ سے میری نیندیں حرام کی ہوئی تھیں۔ کیونکہ ان دنوں ایک دریدہ دہن عیسائی پادری نے ایک فتنہ کھڑا کیا تھا۔ وہ اسلامی کتب سے ہی بعض حوالے نکال کر پیش کرتا اور ان کے ذریعہ سے اسلام پر شدید تنقید کرتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ دن رات مسلمان علماء کو چیلنج دیتا تھا کہ کوئی ہے تو میرے سامنے آئے اور میرے ان سوالوں کا جواب دے اور میرے دعوے کا ردّ کر کے دکھائے۔ تقریباً ہر پروگرام میں ہی اس کا یہ وطیرہ بن گیا تھا کہ بڑے تمسخرانہ اور رفاخرانہ انداز میں ببانگ دہل کہتا کہ اے مسلمان مولویو! آؤ، اگر طاقت ہے تو میری ان باتوں کا جواب دو۔ نیز کہتا کہ مَیں اپنی طرف سے تو کچھ بھی نہیں کہتا، تمام باتیں مسلمانوں کی تفاسیر اور دیگر کتب سے لی گئی ہیں۔ مَیں تو صرف ان کی غلطیاں سادہ لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ لیکن یہ سب کچھ اسلام کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ یہ پادری استہزاء کرتے ہوئے دیکھنے والوں سے کہتا کہ یہ ہے اسلام! کیا ایسا دین صحیح ہوسکتا ہے؟!

مجھے بڑی جستجو تھی کہ کاش کسی چینل پر علماء کو اس پادری کا جواب دیتے ہوئے دیکھوں۔ لیکن جن علماء کو یہ عیسائی پادری للکار رہا تھا اور جن سے ہم جیسے سادہ مسلمان امیدیں لگائے بیٹھے تھے وہ ایسے خاموش تھے جیسے ان میں زندگی کی کوئی رمق بھی باقی نہ بچی ہو۔ بہرحال اگر کبھی کوئی ''جرأتمند'' مولوی سامنے آتا تو اس کا جواب کچھ اس طرح کا ہوتا کہ وہ پادری کو بُرا بھلا کہتا، اُسے دجّال وکذاب کے القاب دے کر مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہتا کہ یہ تو کتّا ہے جو بھونک رہا ہے اس کی باتیں نہ سنو، نیز ایسے خسیس شخص کی باتوں کا کوئی علمی جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس پس منظر میں جب مَیں نے ایم ٹی اے پر عیسائیوں کے ساتھ مسلمانوں کی بحث دیکھی تو پہلی نظر میں ہی یہ چینل میرے دل میں اتر گیا اور مَیں رُک کر اس پروگرام کو دیکھنے لگا۔

ناشناسا لوگ

مَیں مسلمان تھا اور کئی دفعہ سنا تھا کہ بعض مسلمان فرقوں کا آپس میں بہت فرق ہے۔ بعض فرقوں کے علماء کے دوسرے فرقوں کے بارہ میں شدید ترین فتاویٰ سنتا تو بہت تکلیف ہوتی تھی کہ جب سب مسلمان ہیں تو پھر آپس میں اس قدر عداوت کیوں؟ اس بارہ میں سوچتے سوچتے مَیں یہ کہہ کر خود کو تسلی دے لیتا کہ مجھے کسی کے بارہ میں کوئی رائے دینے سے قبل شاید بہت تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن ان تمام سوچوں کے باوجود مَیں بفضلہٖ تعالیٰ کسی بھی فرقے سے منسلک نہ ہوا تھا تاہم مجھے مختلف فرقوں کے بڑے بڑے علماء کے ناموں اور چہروں سے شناسائی تھی۔ لیکن یہ پروگرام دیکھ کر ایک طرف جہاں میری خوشی کی انتہا نہ تھی وہاں یہ حیرت بھی ہو رہی تھی کہ اس پروگرام کے شرکاء کی نہ تو شکلیں دیکھی بھالی تھیں اور نہ ہی ان کے نام معروف علماء ومشائخ کے ناموں کے قریب قریب تھے۔

الإمام المهدی والمسيح الموعود

پروگرام ختم ہونے کے بعد ایک قصیدہ چلایا گیا جس کے ساتھ ایک تصویر تھی اور اس کے نیچے لکھا ہوا تھا ''الإمام المهدی والمسيح الموعود عليه السلام''۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ بچپن سے لے کر اب تک مَیں نے جو کچھ اس بارہ میں پڑھا یا سنا تھا اس کے مطابق تو امام مہدی کی شخصیت مسیح علیہ السلام سے بالکل جدا تھی۔ ہاں ان دونوں کا زمانہ ایک بیان کیا جاتا ہے۔ نیز مَیں کبھی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ مجھے مسیح ومہدی کا زمانہ میسر آئے گا کیونکہ ان دونوں وجودوں کے ظہور کے ساتھ منسلک جو حالات وعلامات ذکر کی جاتی ہیں وہ اتنی عجیب وغریب ہیں کہ ان کا پورا ہونا میرے خواب وخیال میں بھی کبھی نہیں آ سکتا تھا۔ اس بنا پر میرا ایمان تھا کہ یہ علامات تو شاید بہت بعد کے زمانے میں پوری ہوں اور ان کے پورا ہونے سے قبل مسیح ومہدی کی آمد محض ایک فرضی بات ہے۔ ان علامات میں خروج دجال، خروج دابّۃ الأرض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور مسلمانوں ویہود کے مابین ایک بڑا خونریز معرکہ برپا ہونا وغیرہ جیسے امور شامل ہیں۔

مہدی ومسیح ایک وجود

{تبصرہ: بعض روایات کی بنا پر بعض غیر احمدی مسلمان مسیح ومہدی کی دو الگ شخصیتوں کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے امام مہدی آئے گا پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور امام مہدی کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ گو پہلے بھی ہم اس مضمون پر روشنی ڈال چکے ہیں تاہم ذیل میں ایک اور زاویہ سے ایسی روایات کی حقیقت قارئین کرام کے لئے واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

صحاحِ ستہ احادیث کی چھ مستند کتب کے مجموعہ کا نام ہے جن میں سرفہرست صحیح بخاری ہے۔ اس میں امام بخاری نے نزول عیسیٰ کا علیحدہ باب باندھا ہے اور اس میں یہ روایت درج کی ہے کہ: كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔ (البخاری، کتاب احادیث الأنبياء، باب نزول عيسىٰ بن مريم عليهما السلام)

صحاح ستہ کی دوسری مستند کتاب صحیح مسلم ہے اس میں بھی مہدی کی بجائے نزولِ عیسیٰ کا ذکر ہے اور مندرجہ ذیل حدیث بیان ہوئی ہے: كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ۔ (صحيح مسلم، کتاب الإيمان، باب نزول عيسى ابن مريم حاكمًا بشريعة نبينا محمد ﷺ)

ان دونوں احادیث میں نزول عیسیٰ کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذکر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی امام ہوں گے۔

بخاری اور مسلم کے بعد صحاح ستہ میں سے ہی ایک اور معتبر کتاب ابن ماجہ میں گو کہ امام مہدی کے بارہ میں بھی بعض روایات پائی جاتی ہیں لیکن اس کی یہ مشہور روایت مسیح ومہدی کے وجود کے بارہ میں قولِ فیصل ہے: لَا الْمَهْدِي اِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَم۔ یعنی عیسیٰ بن مریم ہی امام مہدی ہوں گے۔

علاوہ ازیں فقہی اعتبار سے مسلمانوں کے چار بڑے فرقے ہیں یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی۔ ان میں سے مالکی فرقہ کے بانی امام مالک علیہ الرحمۃ کی حدیث کی کتاب کا نام ''مؤطّا'' ہے۔ اس کتاب کا شمار زمانۂ نبوی کی قریب ترین کتبِ حدیث میں ہوتا ہے۔ اس میں بھی صرف نزول مسیح کا ذکر ہے۔

حنبلی فرقہ کے بانی امام احمد بن حنبل کی حدیث کی کتاب مسند احمد بن حنبل ہے۔ اس میں بھی گو امام مہدی کے بارہ میں دیگر روایات موجود ہیں لیکن مسیح کو ہی مہدی قرار دینے والی ایک حدیث یوں ہے:

يُوشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا مَهْدِيًّا وَحَكَمًا عَدلًا۔ (مسند احمد بن حنبل، باقی مسند المكثرين، مسند أبی هريرةؓ)

یعنی قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے وہ عیسیٰ ابن مریم کو امام مہدی اور حکم عدل ہونے کی حالت میں ملے۔

اس حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کو ہی امام مہدی اور حکم عدل قرار دیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں بعض احادیث میں بھی صرف عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اور امام مہدی کا ذکر نہیں آیا۔ جیسے یہ حدیث: كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا أَوَّلُهَا وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ آخِرُهَا۔ (کنز العمال رقم الحديث 38858) یعنی وہ اُمّت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کی ابتدا مجھ سے ہو رہی ہے اور اس کے شروع میں مَیں ہوں جبکہ اس کے آخر میں عیسیٰ بن مریم ہیں۔ اب اگر اس سے قبل امام مہدی نے ایک الگ شخصیت کے روپ میں آنا ہوتا تو اس کا بیان بھی ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اگر کسی روایت میں اس کا ذکر ہو بھی کہ عیسیٰ علیہ السلام سے قبل امام مہدی نے آنا ہے تو ایسی روایت کے سامنے کئی ایسی احادیث کھڑی ہو جائیں گی جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلُهَا وَآخِرُهَا، أَوَّلُهَا فِيهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَآخِرُهَا فِيْهِمْ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَبَيْنَ ذَلِكَ فَيْجٌ اَعْوَجُ۔ یعنی اس اُمّت کا اوّل اور آخر سب سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کے اوّل میں رسول اللہ ہیں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم، جبکہ اس کے درمیان فیج اعوج کا زمانہ ہے۔

پھر اس فیج اعوج کے زمانے کے بارہ میں فرمایا کہ: لَيْسُوا مِنِّى وَلَسْتُ مِنْهُم۔ (کنز العمال) یعنی اس زمانہ کے لوگوں کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ نہ ہی میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔

اب اگر یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے قبل کے زمانہ میں امام مہدی تشریف لائیں گے تو مذکورہ بالا روایات کے مطابق وہ ایسا زمانہ ہے جس کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نہ ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق ہے، نہ ہی میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ امام مہدی اور اس کی آمد کے بارہ میں لوگوں کا تصور درست نہیں ہے۔

گزشتہ بحث کا ماحصل یہ ہے کہ ابتدائی زمانے کی کتب حدیث میں ہمیں امام مہدی کا ایک الگ شخصیت کے رنگ میں تصور نہیں ملتا، اور اس بارہ میں جو روایات بعد کے زمانہ میں مشہور ہوئی ہیں ان میں بہت کچھ غلط وصحیح مل گیا ہے جس کی وجہ سے حدیث کی مستند کتب کے مؤلفین نے ایسی روایات کو اپنی کتب میں درج ہی نہیں کیا۔ لیکن مسیح کی آمد ایک یقینی امر ہے جس کے بارہ میں روایات ہر کتاب میں ملتی ہیں۔ نیز بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس خاص امام مہدی کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے وہ اس اُمّت میں آنے والے ایک مبعوث اور مصلح اور امام آخرالزمان کی شخصیت ہے جسے اس کی بعض خاص مہمات کی مناسبت سے کبھی مسیح کا نام دیا گیا تو کبھی امام مہدی کہہ کر پکارا گیا۔

مہدی کے بارہ میں احادیث اور حکم عدل کا فیصلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امام مہدی کے بارہ میں اپنا اور اپنی جماعت کا عقیدہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

''مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارہ میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔ میرے نزدیک ان پر تین قسم کا جرح ہوتا ہے۔ یا یوں کہو کہ وہ تین قسم سے باہر نہیں۔ (1) اول وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر صحیح اور غلط ہیں اور ان کے راوی خیانت اور کذب سے متّہم ہیں اور کوئی دیندار مسلمان ان پر اعتماد نہیں پکڑ سکتا۔ (2) دوسری وہ حدیثیں ہیں جو ضعیف اور مجروح ہیں اور باہم تناقض اور اختلاف کی وجہ سے پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ اور حدیث کے نامی اماموں نے یا تو ان کا قطعاً ذکر ہی نہیں کیا اور یا جرح اور بے اعتباری کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور توثیق روایت نہیں کی یعنی راویوں کے صدق اور دیانت پر شہادت نہیں دی۔ (3) تیسری وہ حدیثیں ہیں جو درحقیقت صحیح تو ہیں اور طُرقِ متعددہ سے ان کی صحت کا پتہ چلتا ہے لیکن یا تو وہ کسی پہلے زمانہ میں پوری ہوچکی ہیں ......اور اب کوئی حالتِ منتظرہ باقی نہیں اور یا یہ بات ہے کہ ان میں ...... صرف ایک مہدی یعنی ہدایت یافتہ انسان کے آنے کی خوشخبری دی گئی ہے اور اشارات سے بلکہ صاف لفظوں میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ظاہری بادشاہت اور خلافت نہیں ہوگی اور نہ وہ لڑے گا اور نہ خون ریزی کرے گا اور نہ اس کی کوئی فوج ہوگی اور روحانیت اور دلی توجہ کے زور سے دلوں میں دوبارہ ایمان قائم کر دے گا جیسا کہ حدیث لَا مَهْدِى اِلَّا عِيسىٰ جو ابن ماجہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور حاکم کی کتاب مستدرک میں انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے...... **اور اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خُو اور طبیعت پر آئے گا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئے گا۔ یعنی وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خُو اور طبیعت اور طریق تعلیم پر آئے گا۔''**

(حقیقۃ المہدی، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 429 تا 432)

(باقی آئندہ)

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ربوہ)

قسط نمبر34

متی باب24

اس باب میں حضرت مسیح نے آئندہ زمانہ میں ہونے والے واقعات کے بارہ میں پیشگوئیاں کی ہیں مگر بیان کرنے والوں نے ان کی رپورٹنگ اس طرح کی ہے کہ واقعات کے بارہ میں جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ مل جل گئی ہیں۔خاکسار کی رائے میں اس بیان میں تین واقعات کے بارے میں پیشگوئیاں تھیں۔

ایک مسیح کی آمد ثانی، دوسرے یروشلم اور ہیکل کی تباہی، تیسرے ایک عالمگیر تباہی جو ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ان تینوں واقعات کی خبریں اگر غور سے پڑھا جائے تو اس باب میں ایک دوسرے سے الجھ گئی ہیں اس باب کو پادری ڈمیلو صاحب جیسے عیسائی مفسر بھی کچھ نہ کچھ ماننے پر مجبور ہوئے ہیں۔ یسوع کی اس تقریر کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:۔

Our Lords words, as in other cases are condensed. We have not a full report of the speech, but it's most striking passages, which being isolated from their context, are some what difficult to interpret.

At the time when the speech was committed to writing, the apostles believed that Christ second coming would occur in their lifetime, and that the fall of the Jerusalem and the last judgment would be coincident. It would cause the evangelist to group together, as if referring to the same event sayings which really referred to events widely surendered in time.

تو فرمایئے پادری صاحب کیا آپ اس کتاب پر اپنے دین، ایمان کی اپنی نجات کی بنیاد رکھ رہے ہیں جو قدم قدم پر اس قسم کی ٹھوکر کھاتی ہیں۔جو انسان کی تصنیف ہے۔ ایسے انسان کی جو نہ نبی تھے، نہ انہوں نے الہام و وحی کا دعویٰ کیا ان میں سے بعض کے نام کے متعلق بھی شبہ ہے کہ یہ ان کی تصنیف ہیں یا نہیں اور ہوسکتا ہے کہ کسی اور نے لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دی ہوں۔جس کتاب کو نہ یسوع نے دیکھا نہ اس کو اپنی کتاب قرار دیا نہ اس کی تصدیق کی۔

۞ مسیحی برادری کو اس باب کی آیت 20 پر توجہ کرنی چاہئے جس میں حضرت مسیح نے کہا:۔

’پس دعا کرو کہ تم کو جاڑوں میں یا سبت کے دن بھاگنا نہ پڑے‘۔ (متی باب 24 آیت20)

صاف پتہ لگتا ہے کہ یسوع اور ان کے ماننے والے یہودی شریعت پر عمل کرتے تھے اور مصیبت کے وقت بھی وہ کام کرنے کو تیار نہ تھے جو یہودی شریعت کے خلاف ہو۔

انٹر پریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

19-20 An expression of pity Flight on a Sabbath involves a breach of the law in addition to all the miseries. The church for which Matthew writes still keeps the Jewish sabbath.

پادری ڈمیلو صاحب لکھتے ہیں:۔

... For the Jewish Christians adhered to the law till the destruction of Jerusalem.

Peaks Commentary on the Bible کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

Mt. adds 'or on a Sabbath'. Apparently the Matthean Church kept the Sabbath.

فرمایئے چرچ کے ذمہ دار عہدیداران یا تو آپ متی کی انجیل کو اپنی کتاب مقدس سے باہر نکال دیں یا اس میں جو یسوع کے حکم لکھے ہیں ان پر عمل کریں۔مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر دیانت والا، غیر جانبدار، غور کرنے والا اس کتاب کو پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ آپ یسوع اور پطرس اور مسیح کے بھائی یعقوب کی تعلیمات پر عمل کرنا نہیں چاہتے بلکہ پولوس کی تعلیم پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔بہتر ہوگا کہ آپ اپنے مذہب کا نام Christianity سے بدل کر پولوسیت رکھ لیں۔

مسیحی مفسرین یہ کہہ کر کہ Jewish Christians ابھی تک یہودی شریعت پر عمل کر رہے تھے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ گویا مسیحیوں کا ایک چھوٹا سا فرقہ محدود پیمانہ پر یہودی شریعت پر عمل کر رہا تھا اور Main Stream عیسائیت، شریعت پر عمل نہیں کرتی تھی۔جس شخص نے بھی سارا نیا عہد نامہ پڑھا ہے کہ مسیح کے زمانہ میں اور مسیح کے معاً بعد Main Stream عیسائیت یہودی شریعت پر پوری طرح عمل کرتی تھی اور خود حضرت مسیح پوری طرح شریعت کے پابند تھے اور مخالفین کی ہر ایسی کوشش کا ردّ فرماتے تھے جس میں آپ پر شریعت پر عمل نہ کرنے کا الزام ہو اور آپ کے بارہ شاگرد جو خود آپ نے چنے تھے اور خود انسانی تعلیم و تربیت، شریعت پر عمل کرتے تھے اور پولوس نے جب فتنہ ڈالا اور حضرت مسیح کی تعلیم کو بگاڑ کر پیش کیا تو حضرت مسیح کے مریدوں نے انہیں سختی سے ردّ کر دیا اور وہ مجبور ہوا کہ اپنی نام نہاد عیسائیت کو یونانیوں میں لے جائے اور جو بگاڑ اس نے پیدا کیا تھا اس کی تعلیم دی۔

۞ **متی باب 24 کی آیت21، 22 میں کہا گیا ہے :**

”کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی۔اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے“۔

اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کی اس تقریر میں صرف یروشلم کا تباہی کا ذکر نہیں بلکہ مسیح کی آمد ثانی کے موقع پر جو عالمگیر خطرناک تباہیاں آنے والی تھیں ان کا بھی ذکر ہے اور اگر کوئی بصیرت کی آنکھ سے دیکھے تو یہ عالمگیر تباہیاں نظر آرہی ہیں۔خدا کرے کہ ہمارے مسیحی بھائی اس مسیح پر ایمان لائیں جو مسیح اوّل کے مثیل کے طور پر ظاہر ہو چکا ہے۔شاید مسیحی بھائی یہ کہیں کہ وہ تو آسمان سے اترے گا اور ساری قومیں ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔(آیت30) تو وہ یہ بھی مدنظر رکھیں کہ پھر یہ پیشگوئی جھوٹی ثابت ہو چکی کیونکہ آگے چل کر یسوع کا یہ قول بھی لکھا ہے:۔

”مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہولیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی۔آسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔“

(متی باب24 آیت34، 35)

فرمایئے پادری صاحبان! اگر یسوع نے آسمان سے اترنا ہے اور سب قومیں اس کے اترنے کا نظارہ کریں گی تو یہ نظارہ تو اس نسل کے تمام ہونے سے پہلے نظر آجانا چاہئے تھا مگر اب تو 2 ہزار نسلیں گزر چکی ہیں یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔آپ کیوں اپنی غلط تاویلوں سے یسوع کو جھوٹا بناتے ہیں!!!!!

شاید آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو نسل کے لفظ کا ترجمہ اس دنیا کی ساری عمر کرتے ہیں مگر آپ کا یہ ترجمہ ہرگز درست نہیں کیونکہ خود آپ کی کتاب مقدس اس کے یہ معنے کرتی ہے کہ نسل سے مراد نسل ہی ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

”ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہیں گے سوئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھیں گے کیونکہ خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اترے گا اور پہلے تو وہ جو موئے جی اٹھیں گے پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے“۔

(1سلینکیوں باب4 آیت15 تا17)

فرمایئے پیشگوئی کی وہ تاویل قبول کی جائے جو آپ کرتے ہیں یا جو آپ کی کتاب مقدس خود کرتی ہے۔

پادری ڈمیلو صاحب نے یہاں یہ ہوشیاری کرنے کی کوشش کی ہے کہ یروشلم اور ہیکل کی تباہی اس نسل کی موجودگی میں ہونے کا بیان ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:۔

34. This generation i.e. Jerusalem will be destroyed within the lifetime of men now living. This litrel meaning is not to be evaded as, for example, by regarding this generation as the human race, or the Jewish nation or the Christian church or the universe.

ٹھیک ہے پادری صاحب مگر یہ تو فرمایئے کہ یہ فقرہ صرف یروشلم کی تباہی کے لئے تو محدود نہیں۔یسوع نے تو کہا ہے:

’جب تک یہ سب باتیں نہ ہولیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی‘۔

اب فرمایئے کہ یسوع کی آمد ثانی اس نسل کے اندر ہوگئی؟ کیا اس نسل نے یسوع کو قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان سے اترتے دیکھ لیا؟ اگر نہیں اور دیانتداری ہے تو تسلیم کریں کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور اگر یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تو آپ اس کتاب کو خدا کا کلام کیونکر کہہ سکتے ہیں۔

حیرت ہے انٹر پریٹرز بائبل کے ایڈیٹر پر جو لکھتے ہیں:

34. Matthew cannot have thought of this generation as lasting only thirty or forty years after the crucifixion. He probably believed, however, that the end would come before all of Jesus hearers had died.(cf. 16:28) The saying may be essentially genuine but its exact force is uncertain.

مگر ایڈیٹر صاحب الفاظ کا گورکھ دھندہ بنا کر حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے۔آپ کو (اگر آپ دیانتدار ہیں) اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی اور جس کتاب پر آپ اپنی نجات کی بنیاد رکھ رہے ہیں وہ خدا کا کلام نہیں ہے۔

Peaks Commentary on the Bible کے ایڈیٹر یہ ماننے پر مجبور ہوئے ہیں کہ متی کے نزدیک حضرت مسیح کی آمد ثانی کے وقت کچھ حواریوں کا زندہ موجود ہونا ضروری ہے، لکھتے ہیں:۔

34-41 In 16-28Mt. made is clear that some of the first disciples would live to see Parousia. He reinforces it here.

تو پھر آپ یہ کیوں نہیں تسلیم کرتے کہ یہ پیشگوئی درست نہیں۔اور یہ پیشگوئی درست ہو بھی کس طرح سکتی ہے جبکہ یہ خدا کا قول نہ تھا بلکہ ایک انسان کا قول تھا اور انسان تو عالم الغیب نہیں جیسا کہ خود حضرت مسیح آگے چل کر کہتے ہیں:

’لیکن اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ‘۔

(متی باب24 آیت36)

فرمایئے پادری صاحبان! آپ نے بیٹے کو خدائی کا درجہ دیا ہوا ہے۔آپ کے نزدیک تو بیٹا علم میں، اختیار میں، رتبہ میں، باپ کے برابر ہے مگر یہاں تو یسوع خود کہتے ہیں کہ بیٹا علم نہیں رکھتا، صرف باپ کو علم ہے۔

اب اس بات پر پردہ ڈالنے کے لئے پادری ڈمیلو صاحب نے جو تشریح کی ہے وہ ذرا توجہ سے پڑھیئے۔مرقس میں اس آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے پادری صاحب لکھتے ہیں:۔

32. Neither the son (This is the true reading not only here, but in Mt. 24:30 where it has been altered in many MSS. probably as being a difficulty to faith.

(گویا آپ ایسی کتاب کو جس میں انسانوں نے اپنے مذہبی خیالات کی بنا پر تبدیلیاں اور کمی بیشی کی ہے خدا کا کلام بھی کہتے ہیں اور اس کی تعلیم پر اپنی نجات کی بنیاد بھی رکھتے ہیں) پھر پادری صاحب کہتے ہیں:

Rightly to understand it, we must remember that Jesus possessed two complete and perfect natures, the divine and the human.

(مَیں پادری صاحب سے عرض کروں گا کہ اگر یہ خدا کی تعلیم ہے اور یسوع کی اپنی تعلیم ہے تو یہ مضمون آپ اپنی اس تحریف شدہ کتاب سے بھی دکھا دیں تو آپ کی خدمت میں بھاری انعام پیش کیا جائے گا۔خاکسار نے بار بار بائبل پڑھی ہے اور اگرچہ اس کے مخطوطات میں بہت تبدیلیاں کی گئی ہیں مگر پھر بھی یہ مضمون بائبل میں نہیں ہے)

پادری ڈمیلو صاحب مزید لکھتے ہیں:۔

In his divine nature he knows all things whatsoever, but in His human nature He knew only such things as He willed to know.

پادری صاحب ذرا خدا کا خوف رکھ کر اپنے اس فقرہ کو دوبارہ پڑھیں۔آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا کے طور پر تو یسوع کو ہر بات کا علم تھا مگر انسان کے طور پر اس کو اتنا ہی علم تھا جتنا جاننے کی اس کی مرضی ہوتی تھی۔اس فقرہ کو ذرا کسی بھی عاقل بالغ آدمی کے سامنے رکھیں اور پوچھیں کہ کیا ایسا ممکن ہے؟ کیا اس وجود کو جس کا نام یسوع تھا ایک ہی وقت میں ہر بات کے متعلق علم بھی تھا مگر عین اس وقت اس یسوع کو بہت سی باتوں کا بلکہ انسان کے علم کی طرح بیشتر باتوں کا علم بھی نہیں تھا۔ایک ہی وقت میں اس کو پتہ تھا کہ ماضی میں کائنات میں کیا ہوا تھا اور آئندہ کیا ہوگا مگر ساتھ ہی ماضی کے متعلق بھی اور مستقبل کے متعلق بھی اس کو بے شمار چیزوں کا علم نہیں تھا۔پادری صاحب کیا کوئی شخص بقائمی ہوش و حواس یہ بات کہہ سکتا ہے جو آپ نے لکھی ہے؟ آپ نے پولوس کے زیر اثر حضرت مسیح کی تعلیم کو بگاڑنا شروع کیا اور وہ بگڑتی چلی

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آج کل ہم جس اسلامی مہینہ سے گزر رہے ہیں اس مہینہ کا نام محرم الحرام ہے۔ یہ ماہ اسلامی کیلنڈر کا پہلا مہینہ ہے۔ عام طور پر جب سال کا پہلا مہینہ آتا ہے، نیا سال شروع ہوتا ہے تو ہم ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔ لیکن جب قمری سال کا یہ مہینہ شروع ہوتا ہے تو مسلمان شرفاء کی اکثریت جن کو اُمّت کا درد ہے، اس مہینہ کے آنے پر فکر اور خوف کا اظہار شروع کر دیتی ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ ان دنوں میں باوجود حکومتوں کے اعلانوں کے، باوجود مختلف فرقوں کے علماء کے مشترکہ بیانات کے، اعلانات کے یا تو شیعہ سُنّی فساد شروع ہو جاتے ہیں یا کہیں نہ کہیں کسی تعزیہ پر یا امام باڑے پر دوسرے فرقوں کی طرف سے یا شرارتی عنصر کی طرف سے حملہ ہو جاتا ہے۔

کوئی اسلامی ملک نہیں ہے جہاں مذہبی اختلاف یا سیاسی اختلاف کی بنا پر تمام اخلاقی قدروں کو پامال نہ کیا جا رہا ہو۔ یا جہاں ایک دوسرے کے خلاف ظلم کی بھیانک داستانیں رقم نہ کی جا رہی ہوں۔ نتیجۃً کسی نہ کسی صورت میں ایک دوسرے کی طرف سے ظلم ہوتا ہوا تو ہمیں نظر آ ہی رہا ہے، بیرونی اسلامی قوتیں بھی اس کے نتیجہ میں اپنے دائرے اسلامی ممالک پر تنگ کرتی چلی جا رہی ہیں۔ کاش کہ مسلمانوں کو عقل آ جائے اور یہ ایک ہو جائیں۔

مسلمان ممالک کی بدامنی اور بے سکونی اپنے ملکوں میں ایک دوسرے پر ظلم کی وجہ سے ہو یا اسلام دشمن طاقتوں کے مسلمانوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے ہو، اس کا حل اور قیامِ امن کا علاج اور مسلمانوں کے رعب کو دوبارہ قائم کرنے کی طاقت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے اُس فرستادہ کے پاس ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشقِ صادق اور آپ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے مشن کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

صحابہؓ رسول کے مقام و مرتبہ اور ان کی عزت و تکریم سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرحکمت اور بصیرت افروز ارشادات کا تذکرہ

یہ وہ حقیقی طریق ہے جس پر ہر مسلمان کے لئے چلنا ضروری ہے کہ ہر بزرگ کے مقام کو پہچان کر اُس کی عزت کرے، اُس کا احترام کرے۔ آپس کے جھگڑوں اور فسادوں اور قتل و غارت گری کو ختم کریں۔ دوسرے مسلمان فرقے تو ایک دوسرے سے بدلے لیتے ہیں کہ اگر ایک نے حملہ کیا تو دوسرے نے بھی کر دیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر باوجود تمام تر ظلموں کے جو یہ تمام فرقے اکٹھے ہو کر ہم پر کر رہے ہیں، ہمارے ذہنوں میں کبھی بھی بدلے کا خیال نہیں آنا چاہئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قربانی کا جو عملی نمونہ ہمارے سامنے قائم فرمایا ہے وہ ہمارے لئے رہنما ہے۔

ان دنوں میں یعنی محرم کے مہینہ میں خاص طور پر جہاں اپنے لئے صبر و استقامت کی ہر احمدی دعا کرے، وہاں دشمن کے شر سے بچنے کے لئے رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کی دعا بھی بہت پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا بھی بہت پڑھیں۔ درود شریف پڑھنے کی طرف بھی بہت توجہ دیں۔ جب بھی درود شریف پڑھیں اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کس حد تک اس درود سے فیضیاب ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔

اسرائیل جو کچھ فلسطینیوں کے ساتھ کر رہا ہے، اس کے لئے بھی بہت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ معصوم جانوں کو ہر قسم کے ظلم سے بچائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 23؍نومبر 2012ء بمطابق 23؍نبوت 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج کل ہم جس اسلامی مہینہ سے گزر رہے ہیں اس مہینہ کا نام محرم الحرام ہے۔ یہ ماہ اسلامی کیلنڈر کا پہلا مہینہ ہے۔ عام طور پر جب سال کا پہلا مہینہ آتا ہے، نیا سال شروع ہوتا ہے تو ہم ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔ محرم بعض جگہوں پر جمعہ کو شروع ہوا ہے یا پھر جمعرات کو شروع ہوا ہے۔ بہرحال جب مَیں گزشتہ جمعہ پر آنے لگا تو ایک صاحب باہر کھڑے تھے، انہوں نے مبارکباد دی۔ لیکن مبارکباد کس چیز کی؟ کیونکہ اُسی دن عراق میں دھماکے ہوئے، شیعوں پر حملے کئے گئے اور درجنوں شہید کر دیئے گئے۔ سو ہم نئے سال کے شروع میں عموماً ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں لیکن جب قمری سال کا یہ مہینہ شروع ہوتا ہے تو مسلمان شرفاء کی اکثریت جن کو اُمّت کا درد ہے، اس مہینہ کے آنے پر فکر اور خوف کا اظہار شروع کر دیتی ہے۔ یہ کیوں ہے؟ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ دھماکے ہوتے ہیں، قتل و غارت ہوتی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ یہ اس لئے ہے کہ ان دنوں میں باوجود حکومتوں کے اعلانوں کے، باوجود مختلف فرقوں کے علماء کے مشترکہ بیانات کے، اعلانات کے یا تو شیعہ سُنّی فساد شروع ہو جاتے ہیں یا کہیں نہ کہیں کسی تعزیہ پر یا امام باڑے پر دوسرے فرقوں کی طرف سے یا شرارتی عنصر کی طرف سے حملہ ہو جاتا ہے اور اب تو مفاد پرست اور دہشتگرد دوسروں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر شیعوں کی مجالس یا مجمع پر حملہ کر کے درجنوں معصوموں کی جان لے لیتے ہیں۔ ان میں سے ایسے بھی ہیں جن کے مذہبی مقاصد نہیں ہیں یا مذہبی اختلاف نہیں ہے بلکہ سیاسی مقاصد ہوتے ہیں، حکومتوں کو ناکام کرنا چاہتے ہیں۔ عام طور پر دس محرم کو زیادہ خطرے کا دن ہوتا ہے جو مغربی

ممالک میں تو کل ہے۔ یہاں تو کوئی ایسا خطرہ نہیں لیکن مشرقی ممالک میں آج ہے شاید پاکستان میں اور کچھ اَور ملکوں میں بھی ہو۔ اس دن ظلموں کی بعض دفعہ انتہا کر دی جاتی ہے بلکہ اس دفعہ تو شیعوں کے مختلف اکٹھ پر یہ حملے شروع ہو چکے ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ پہلی تاریخ کو ہی عراق میں شیعوں پر حملہ کیا گیا۔ پاکستان میں راولپنڈی، کراچی، کوئٹہ، سوات میں یہ حملے کئے گئے۔ کل اخبار میں تھا کہ دھماکے ہوئے اور کئی جانیں ضائع ہوئیں۔ بلکہ راولپنڈی میں تو پرسوں بھی حملے ہوئے اور کل بھی ہوئے۔ کل بھی ان حملوں کی وجہ سے جو شیعوں پر کئے گئے تئیس لوگ موت کے منہ میں چلے گئے۔ شیعوں کو موقع ملتا ہے تو وہ اس طرح بدلہ لیتے ہیں۔ اُمّتِ مسلمہ کی اب عجیب قابلِ رحم حالت ہے۔ یہی مذہبی اختلافات یا کسی بھی قسم کے اختلافات ہیں جو مسلمانوں یا مسلمان حکومتوں میں بھی ایک دوسرے میں خلیج پیدا کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یا بعض ملک ایسے ہیں جن میں ملک کے اندر ہی اقلیتی فرقے کی حکومت ہے تو اکثریتی فرقہ شدید ردّعمل دکھا رہا ہے جو گولہ بارود کے استعمال پر منتج ہے۔ اقلیتی فرقے کو موقع ملتا ہے تو وہ اکثریت پر حملہ کر دیتا ہے اور اسی بنیاد پر دہشتگردی کے خلاف جنگ کے نام پر یا باغیوں کو کچلنے کے نام پر حکومت بھی معصوم جانیں ضائع کر رہی ہے۔ بلا سوچے سمجھے بمباری ہو رہی ہے، فائرنگ ہو رہی ہے، گھروں کو تباہ و برباد کیا جا رہا ہے۔ اپنے ہی ملک کے ہزاروں مردوں عورتوں کو موت کے منہ میں اتار دیا جاتا ہے۔ شام میں آجکل یہی کچھ ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام مخالف قوتوں کو اپنی من مانی کرنے کی کھلی چھٹی مل گئی۔ فلسطینیوں پر اسرائیل کا حملہ مسلمانوں کے اس اختلاف اور ایک نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ کوئی اسلامی ملک نہیں ہے جہاں مذہبی اختلاف یا سیاسی اختلاف کی بنا پر تمام اخلاقی قدروں کو پامال نہ کیا جا رہا ہو۔ یا جہاں ایک دوسرے کے خلاف ظلم کی بھیانک داستانیں رقم نہ کی جا رہی ہوں۔ نتیجۃً کسی نہ کسی صورت میں ایک دوسرے کی طرف سے ظلم ہوتا ہوا تو ہمیں نظر آ ہی رہا ہے، بیرونی اسلامی قوتیں بھی اس کے نتیجہ میں اپنے دائرے اسلامی ممالک پر تنگ کرتی چلی جا رہی ہیں۔

کاش کہ مسلمانوں کو عقل آ جائے اور یہ ایک ہو جائیں۔ اپنے اسلاف سے کچھ سبق سیکھیں، تاریخ ہمیں ان کے متعلق کیا کہتی ہے۔ جب ایک اسلام مخالف بڑی طاقت نے، روم کی حکومت نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے اختلاف کی وجہ سے اسلامی طاقت کو کمزور سمجھتے ہوئے اپنی ساکھ بحال کرنے کے لئے حملہ کرنا چاہا تو حضرت معاویہؓ کے علم میں جب بات آئی تو اُس بادشاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ ہمارے آپس کے اختلافات سے فائدہ اُٹھا کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ اگر حملہ کیا تو مَیں حضرت علیؓ کی طرف سے پہلا جرنیل ہوں گا جو تمہارے خلاف لڑے گا۔ (البداية والنهاية از حافظ ابن كثير جلد 8 صفحه 126 سنة 60 وهذه ترجمة معاوية رضى الله عنه وذكر شىء من ايامه و دولته و ما ورد فى مناقبه و فضائله دارالكتب العلميه بيروت 2001ء)

تو یہ ردّعمل تھا اُن صحابہ کا جن کی طرف ہم اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اور آج یہ لوگ مخالفین کے ساتھ مل کر اسلامی حکومتوں کے خلاف منصوبہ بندی کرتے ہیں اور پھر مسلمان بھی ہیں۔

ہاں ایک بات پر ان علماء کا یا نام نہاد علماء کا یا اُس طبقہ کا جو شر پھیلانے والا ہے، اتفاق ہوتا ہے اور وہ مسیح محمدی کی قائم کردہ جماعت کے خلاف منصوبہ بندی یا احمدیوں کو جو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پر دل و جان سے ایمان اور یقین رکھتے ہیں، زبردستی دائرہ اسلام سے خارج کرنا ہے۔ ان لوگوں کو ذرا بھی یہ خوف نہیں کہ جس نبی کا کلمہ یہ پڑھتے ہیں یا دعویٰ کرتے ہیں، جس کے لئے جان و آبرو قربان کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اُس کے اس ارشاد پر بھی ذرا غور کریں۔ اس کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا۔ یہ ایک اصولی حکم ہے اور صرف ایک صحابی کے لئے نہیں تھا کہ کیا تم نے لوگوں کے دل چیر کے دیکھے ہیں کہ یہ دل سے کلمہ پڑھتے ہیں یا اوپر سے اور کسی خوف کی وجہ سے؟ کاش کہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔ علماء کہلانے والے اپنے نام نہاد علم کے دعویٰ کے خول سے باہر آئیں۔ عوام الناس کو گمراہ کرنے کے بجائے اُنہیں انصاف اور حق بتانے کی کوشش کریں اور اُس جری اللہ کے ساتھ منسلک ہو کر تمام فرقہ بندیوں کا خاتمہ کر کے ظلم و تعدّی کو ختم کریں۔ اور مذہبی جنگوں کے تصور کو ختم کر کے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو مسیح الزمان کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق پھیلا کر دشمن کی طاقت کو ختم کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے والے بن جائیں۔

محرّم کے حوالے سے مَیں نے بات شروع کی تھی تو اِس وقت مَیں اُس مسیح الزمان اور مہدی دوران کے چند حوالے آپ کے سامنے پیش کروں گا تا کہ لاکھوں کی تعداد میں اُن احمدیوں کے سامنے یہ بات آ جائے، وہ احمدی بھی سن لیں جو نئے شامل ہونے والے ہیں اور وہ بھی جو نوجوان ہیں اور علم نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس طرح بزرگوں کی عزت کو قائم کیا، کس طرح صحابہ کے مقام کو پہچانا، کس طرح شیعہ سنّی کے فرق کو مٹایا اور کس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تمام مسلمانوں کو جو روئے زمین پر بستے ہیں ایک ہاتھ پر جمع کر کے اُمّتِ واحدہ بنانے کے طریق سکھائے۔ اسی طرح غیر از جماعت جو بعض دفعہ ہمارے خطبات سنتے ہیں، باتیں سنتے ہیں، اُن کو بھی پتہ چلے کہ اس زمانہ میں رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی حقیقی تصویر بننے کے لئے سچی تعلیم کیا ہے۔ کچھ غور کریں کہ کب تک مسلمانوں کی کمزور حالت کا رونا رو کر، صرف ظاہری جلسے جلوس کر کے یا پھر دہشت گردی کر کے اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کا فرض اور حق ادا کرنے والا سمجھتے رہیں گے۔ کب تک دشمن کو اپنی بے نتیجہ اور ظالمانہ کارروائیاں کر کے اسلام پر حملے کرنے کے مواقع فراہم کرتے رہیں گے۔

پس چاہے مسلمان ممالک کی بدامنی اور بے سکونی اپنے ملکوں میں ایک دوسرے پر ظلم کی وجہ سے ہو یا اسلام دشمن طاقتوں کے مسلمانوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے ہو، اس کا حل اور قیامِ امن کا علاج اور مسلمانوں کے رعب کو دوبارہ قائم کرنے کی طاقت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے اُس فرستادہ کے پاس ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشقِ صادق اور آپؐ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے مشن کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا آپؑ کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو تمام صحابہ کے مقام پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں نے اگر اپنی اکائی منوانی ہے، اپنی ساخت کو قائم کرنا ہے، اسلام کو غیروں کے حملوں سے بچانا ہے، دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے تو پھر شیعہ سنّی کے فرق کو مٹانا ہو گا۔ آپس کے، فرقوں کے، گروہ بندیوں کے فرق کو مٹانا ہو گا۔ اُس اسلام کی تعلیم پر عمل کرنا ہو گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے جس میں کوئی فرقہ نہیں تھا۔ جس میں ہر صحابی قربانی کی ایک مثال تھا۔ نیکی اور تقویٰ کا نمونہ تھا۔ ایسا ستارہ تھا جس سے روشنی اور رہنمائی ملتی تھی۔ لیکن بعض کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دوسروں سے بلند بھی تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کو اللہ تعالیٰ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بلندی دی ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کا مقام ہے۔ حضرت عثمانؓ کا اور حضرت علیؓ کا مقام ہے۔ حضرت امام حسینؓ اور حسنؓ کا مقام ہے۔ یہ درجہ بدرجہ اسی طرح آتا ہے۔

پس حفظ مراتب کے لحاظ سے صحابہ کے مقام کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ ہو گا تو ہر قسم کے فساد مٹ جائیں گے اور یہ سب فرق مٹانے کے لئے آخرین میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اور ہر صحابی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قرابت دار کا مقام ہمیں بتا کر اُن کی عزت و تکریم قائم فرمائی۔

آپؑ ''سرالخلافة'' میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔ یہ عربی میں ہے۔ اس کا ترجمہ اردو میں یہ ہے کہ: ''مجھے علم دیا گیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں بلند ترین شان اور اعلیٰ مقام رکھتے تھے اور بلاشبہ پہلے خلیفہ تھے اور آپ کے بارہ میں خلافت کی آیات نازل ہوئیں''۔ (سرالخلافة - روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 337)

پھر سرالخلافة کا ہی حوالہ ہے۔ اس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ: ''بخدا آپ اسلام کے آدم ثانی اور خیرالانام کے مظہر اول تھے اور گو آپ نبی تو نہ تھے مگر آپ میں نبیوں اور رسولوں کی قوتیں موجود تھیں''۔

(سرالخلافة - روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 336)

پھر سرالخلافة میں ہی آپ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ میں سے سب سے زیادہ بہادر اور متقی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ پیارے ہیں اور فتحمند جرنیل ہیں اور سیدالکائنات کی محبت میں فنا اور شروع سے ہی آپ کے غمگسار اور آپ کے کاموں میں آپؐ کے مددگار۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تنگی کے زمانے میں ان کے ذریعہ تسلّی دی اور اُنہیں صدّیق کے نام سے مخصوص کیا گیا۔ وہ نبیٔ دو جہان کے مقرب بنے اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ثَانِیَ اثْنَیْنِ کی خلعت سے نوازا اور اپنے خاص بندوں میں شامل کیا۔ (سرالخلافة - روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 339)

پھر ایک جگہ آپ ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خلیفۂ اوّل نے جو بڑے ملک التجار تھے مسلمان ہو کر لانظیر مدد کی اور آپ کو یہ مرتبہ ملا کہ صدّیق کہلائے اور پہلے رفیق اور خلیفۂ اوّل ہوئے۔ لکھا ہے کہ جب آپ تجارت سے واپس آئے تھے اور ابھی مکّہ میں نہ پہنچے تھے کہ راستہ میں ہی ایک شخص ملا۔ اس سے پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ اس نے کہا کہ اور تو کوئی تازہ خبر نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تمہارے دوست نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ ابوبکرؓ نے وہیں کھڑے ہو کر کہا کہ اگر اُس نے یہ دعویٰ کیا ہے تو سچا ہے''۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 365 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال و متاع خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیا اور آپ کمبل پہن لیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر اُنہیں کیا دیا۔ تمام عرب کا اُنہیں بادشاہ بنا دیا اور اُسی کے ہاتھ سے اسلام کو نئے سرے زندہ کیا اور مرتد عرب کو پھر فتح کر کے دکھا دیا۔ اور وہ کچھ دیا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا''۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 286 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: ''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ جانتے ہو کہ صحابہ میں کس قدر بڑا ہے؟ یہاں تک کہ بعض اوقات اُن کی رائے کے موافق قرآنِ شریف نازل ہو جایا کرتا تھا اور اُن کے حق میں یہ حدیث ہے کہ شیطان عمر کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ دوسری یہ حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ تیسری یہ حدیث ہے کہ پہلی اُمّتوں میں محدّث ہوتے رہے ہیں اگر اس امّت میں کوئی محدّث ہے تو وہ عمرؓ ہے''۔ (ازالہ اوہام - روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 219)

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"عمر رضی اللہ عنہ کو بھی الہام ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنے تئیں کچھ چیز نہ سمجھا" (الہام ہوتا تھا کہ مَیں کچھ بن گیا ہوں تو پھر بھی اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھا) "اور امامت حقّہ جو آسمان کے خدا نے زمین پر قائم کی تھی، اُس کا شریک بننا نہ چاہا" (یعنی کہ جو مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مل گیا تھا، یہ نہیں کہ الہام ہو گیا تو اُن کا شریک بننے لگ گئے) "بلکہ ادنیٰ چاکر اور غلام اپنے تئیں قرار دیا۔ اس لئے خدا کے فضل نے اُن کو نائبِ امامت حقّہ بنا دیا"۔ (یعنی خلافت کی خلعت سے نوازا۔) (ضرورۃ الامام۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 474-473)

پھر 'حجۃ اللہ' میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں۔ عربی کا ترجمہ یہ ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایہ میں دو ایسے آدمی دفن کئے گئے ہیں جو نیک تھے، پاک تھے، مقرب تھے، طیّب تھے اور خدا نے اُن کو زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد اپنے رسول کے رفقاء ٹھہرایا"۔ (یعنی وفات کے بعد بھی ساتھ ہی، قریب ہی دفن ہوئے) "پس رفاقت یہی رفاقت ہے جو آخیر تک نبھی اور اس کی نظیر کم پاؤ گے۔ پس اُن کو مبارک ہو جو اُنہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ زندگی بسر کی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہر میں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جگہ خلیفے مقرر کئے گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کنارِ روضہ میں دفن کئے گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مزار کے بہشت سے نزدیک کئے گئے اور قیامت کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے"۔ (حجۃ اللہ۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 183)

پھر 'سرّ الخلافۃ' کا ایک حوالہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: "میرے ربّ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیک اور ایمان والے تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا اور اپنی عنایات کے لئے مخصوص کر لیا۔...... خدا کی قسم اُس نے ابوبکر، عمر اور عثمان ذوالنورین کو اسلام کے دروازے اور خدائی فوج کے ہراول دستے بنا دیا ہے"۔ (سرّالخلافۃ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 327-326)

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "آپ بڑے متقی اور پاک صاف تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جو خدائے رحمان کے سب سے پیارے اور اچھے خاندان والے تھے اور زمانے کے سرداروں میں سے تھے۔ غالب خدا کے شیر اور مہربان خدا کے نوجوان تھے۔ بہت سخی اور صاف دل تھے۔ آپ وہ منفرد بہادر تھے جو میدانِ حرب میں اپنی جگہ سے نہیں ہٹتے تھے خواہ آپ کے مقابل دشمنوں کی ایک فوج ہی کیوں نہ ہوتی۔ آپ نے کسمپرسی کی زندگی بسر کی اور پرہیزگاری میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ آپ مال و دولت عطا کرنے والے، ہم و غم دور کرنے والے اور یتیموں مسکینوں اور پڑوسیوں کی دیکھ بھال کرنے والے پہلے شخص تھے اور مختلف معرکوں میں آپ سے بہادری کے کارنامے ظاہر ہوتے تھے"۔ (یہ نہیں کہ صرف یہی پہلے شخص تھے مطلب یہ کہ اُن کا بہت اچھا بڑا مقام تھا) "مختلف معرکوں میں آپ سے بہادری کے کارنامے ظاہر ہوتے تھے اور آپ تلوار اور نیزہ کی جنگ میں عجائب باتوں کے مظہر تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ شیریں بیان اور فصیح اللسان تھے"۔ (یعنی تقریر میں ایسی فصاحت و بلاغت تھی کہ جس کی کوئی مثال عام آدمیوں میں نہیں)۔ "اور آپ کا کلام دلوں کی تہ تک اتر جاتا تھا۔ آپ اپنے کلام کے ذریعہ سے ذہنوں کے زنگ دور کرتے اور اُسے دلیل کے نور سے منور کر دیتے تھے۔ آپ ہر قسم کے اسلوب سے واقف تھے اور جو کوئی کسی معاملے میں صاحب فضیلت ہوتا تھا وہ بھی آپ کی طرف مغلوب کی طرح معذرت کرتا ہوا آتا تھا۔ آپ ہر خوبی اور فصاحت و بلاغت کے طریقوں میں کامل تھے اور جس نے آپ کے کمال کا انکار کیا تو وہ گویا بے حیائی کے رستے پر چل پڑا۔ آپ مجبور کی ہمدردی پر ترغیب دلاتے تھے اور ہر قناعت کرنے والے اور پیچھے پڑ کر مانگنے والے کو کھانا کھلانے کا حکم دیتے تھے۔ (یعنی قناعت کرنے والے کا خیال بھی رکھتے تھے، جو نہیں بھی مانگنے والا اور جو مانگنے والا ہے چاہے وہ ضدی مانگنے والا ہی ہو اُس کا خیال بھی رکھتے تھے۔) آپ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے تھے۔ اسی طرح آپ کاسۂ فرقان سے دودھ پینے میں سبقت لے جانے والوں میں سے تھے۔ آپ کو قرآنِ کریم کے دقیق نکات کی معرفت کا عجیب فہم حاصل ہوا تھا"۔ (جو قرآنِ کریم ہے، اُس کا علم ہے وہ علم کا ایک روحانی دودھ ہے، اُس میں آپ بہت بڑا فہم و ادراک رکھنے والے تھے)۔ (سرّالخلافۃ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 359-358)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی ہے تو اُس وقت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت علیؓ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا، جانبازی کے طور پر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بستر پر باشارۂ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اُسی کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں"۔

فارسی میں آپ فرماتے ہیں کہ ؂

"کس بہرِ کسے سر ندہد جان نفشاند عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 65 بقیہ حاشیہ)

یعنی کوئی کسی کے لئے سر نہیں کٹواتا، نہ جان دیتا ہے۔ یہ عشق ہی ہے جو یہ کام بہت شوق اور خلوص سے کرواتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ سے اپنی مشابہت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "مجھے علیؓ اور حسینؓ سے ایک لطیف مشابہت ہے اور اس بھید کو مشرق اور مغرب کے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور یقیناً مَیں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دونوں بیٹوں سے محبت رکھتا ہوں اور اُس سے دشمنی کرتا ہوں جو ان دونوں سے دشمنی رکھتا ہے"۔ (سرّالخلافۃ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 359)

پھر آپ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے بارے میں کہ دونوں کے اپنے اپنے کارنامے تھے، کام تھے اور اپنا اپنا ایک مقام تھا، اُن کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: "حضرت حسنؓ نے میری دانست میں بہت اچھا کام کیا کہ خلافت سے الگ ہو گئے۔ پہلے ہی ہزاروں خون ہو چکے تھے۔ انہوں نے پسند نہ کیا کہ اَور خون ہوں اس لیے معاویہ سے گزارہ لے لیا۔ چونکہ حضرت حسنؓ کے اس فعل سے شیعہ پر زد ہوتی ہے اس لیے امام حسنؓ پر پورے راضی نہیں ہوئے"۔ (اگر شیعہ حضرت علی کی اولاد ہی کے بارے میں کہتے ہیں تو حضرت حسن کے بارے میں اتنا زیادہ غلو سے کام نہیں لیا جاتا جتنا حضرت حسین کے بارے میں لیا جاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ اُس سے خوش نہیں ہوئے) فرمایا "ہم تو دونوں کے ثناخواں ہیں"۔ (ہم تو دونوں کی تعریف کرتے ہیں) "اصلی بات یہ ہے کہ ہر شخص کے جداجدا قویٰ معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت امام حسنؓ نے پسند نہ کیا کہ مسلمانوں میں خانہ جنگی بڑھے اور خون ہوں۔ انہوں نے امن پسندی کو مدّنظر رکھا اور حضرت امام حسینؓ نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتھ پر بیعت کروں کیونکہ اس سے دین میں خرابی ہوتی ہے۔ دونو کی نیت نیک تھی۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات۔ یہ الگ امر ہے کہ یزید کے ہاتھ سے بھی اسلامی ترقی ہوئی۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ وہ چاہے تو فاسق کے ہاتھ سے بھی ترقی ہو جاتی ہے۔ یزید کا بیٹا نیک بخت تھا"۔ (یعنی نیک آدمی تھا۔) (ملفوظات جلد 4 صفحہ 580-579 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام اور ایسا ہی اَور جو خدا تعالیٰ کے راستباز اور صادق بندے ہوتے ہیں وہ دنیا میں ایک نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ جو شخص اس نمونہ کے موافق چلنے کی کوشش نہیں کرتا لیکن اُن کو سجدہ کرنے اور حاجت روا ماننے کو تیار ہو جاتا ہے"۔ (یعنی غلو سے کام لیتا ہے۔ اُن کا نمونہ تو نہیں اپناتا ہے لیکن مبالغہ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اُن کو سجدہ کرنے لگ جائے اور اپنی حاجتیں پوری کرنے والا سمجھ لے) "وہ کبھی خدا تعالیٰ کے نزدیک قابلِ قدر نہیں ہے بلکہ وہ دیکھ لے گا کہ مرنے کے بعد وہ امام اُس سے بیزار ہو گا۔ ایسا ہی جو لوگ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یا حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے درجہ کو بہت بڑھاتے ہیں گویا اُن کی پرستش کرتے ہیں وہ امام حسین کے متّبعین میں نہیں ہیں اور اس سے امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خوش نہیں ہو سکتے۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ پیروی کے لیے نمونہ ہو کر آتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ بدُوں پیروی کچھ بھی نہیں"۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 535 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) یعنی اصل چیز یہ ہے کہ ان نیک لوگوں کے اور خاص طور پر انبیاء کے طریق پر چلا جائے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کیونکہ کسی احمدی نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں کوئی بات کی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں آئی، اس پر آپ سخت ناراض ہوئے اور احمدیوں کو فرمایا کہ: "واضح ہو کہ کسی شخص کے کارڈ کے ذریعہ سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسین بوجہ اس کے کہ اُس نے خلیفۂ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی، باغی تھا اور یزید حق پر تھا۔ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔" فرمایا "مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے منہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں۔ مگر ساتھ اس کے مجھے یہ بھی دل میں خیال گزرتا ہے کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے وِرد تبرّا اور لعن طعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے" (یعنی مجھے گالیاں نکالتے رہتے ہیں) "اس لئے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہہ دی ہو۔ جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ بہرحال مَیں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع، دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا۔ اور جن معنوں کی رُو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے، وہ معنی اُس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا۔ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (الحجرات:15) مومن وہ لوگ ہوتے ہیں...... جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اُس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے اور اُس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمالِ فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو، سب سے اپنے

تئیں دُور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دنیا کی محبت نے اُس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہّر تھا اور بلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرّہ کینہ رکھنا اُس سے موجب سلبِ ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زُہد اور عبادت ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ اور ہم اُس معصوم کی ہدایت کے اقتدا کرنے والے ہیں جو اُس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اُس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اُس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اُس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے اُن کا قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ اس دنیا کی آنکھ اُن کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دُور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہّرین میں سے ہے، تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اُس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ اُس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اُس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔ جو شخص مجھے برا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے اس کے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے۔ ایسے موقع پر درگزر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے کیونکہ اگر وہ لوگ مجھے جانتے کہ میں کس کی طرف سے ہوں تو ہرگز برا نہ کہتے"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 548 تا 550 اشتہار نمبر 263 مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیۃ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: "خدا کے پیاروں اور مقبولوں کے لئے روحانی آل کا لقب نہایت موزوں ہے۔" (درود شریف میں پڑھتے ہیں ناں اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ فرمایا کہ روحانی آل کا جو لفظ ہے خدا کے پیاروں اور مقبولوں کے لئے ہے اور وہ اپنے روحانی آل یا اہل بیت کا یعنی حضرت امام حسنؓ حسینؓ کا ذکر کر رہے ہیں کہ) "اور وہ روحانی آل اپنے روحانی نانا سے وہ روحانی وراثت پاتے ہیں جس کو کسی غاصب کا ہاتھ غصب نہیں کر سکتا اور وہ اُن باغوں کے وارث ٹھہرتے ہیں جن پر کوئی دوسرا قبضہ ناجائز کر ہی نہیں سکتا۔ پس یہ سفلی خیال بعض اسلامی فرقوں میں اُس وقت آ گئے ہیں جبکہ اُن کی روح مردہ ہو گئی اور اُس کو روحانی طور پر آل ہونے کا کچھ بھی حصہ نہ ملا۔ اس لئے روحانی مال سے لاوارث ہونے کی وجہ سے اُن کی عقلیں موٹی ہو گئیں اور اُن کے دل مکدّر اور کوتہ بین ہو گئے۔ اِس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحبِ کمال اور صاحبِ عفّت اور عصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے" (یعنی ہدایت کے امام تھے) "اور وہ بلاشبہ دونوں معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل تھے ...... سو اہلِ معرفت اور حقیقت کا یہ مذہب ہے کہ اگر حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفلی رشتہ کے لحاظ سے آل بھی نہ ہوتے تب بھی بوجہ اِس کے کہ وہ روحانی رشتہ کے لحاظ سے آسمان پر آل ٹھہر گئے تھے وہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مال کے وارث ہوتے۔ جبکہ فانی جسم کا ایک رشتہ ہوتا ہے تو کیا روح کا کوئی بھی رشتہ نہیں؟ بلکہ حدیث صحیح سے اور خود قرآنِ شریف سے بھی ثابت ہے کہ روحوں میں بھی رشتے ہوتے ہیں اور ازل سے دوستی اور دشمنی بھی ہوتی ہے۔ اب ایک عقلمند انسان سوچ سکتا ہے کہ کیا لازوال اور ابدی طور پر آلِ رسول ہونا جائے فخر ہے یا جسمانی طور پر آلِ رسول ہونا جو بغیر تقویٰ اور طہارت اور ایمان کے کچھ بھی چیز نہیں۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان کرتے ہیں"۔ (یعنی آپ فرما رہے ہیں کہ روحانی آل ہونے کا مقام اُس سے بہت بڑھ کر ہے جتنا کہ جسمانی آل ہونے کا یا اولاد ہونے کا۔) فرمایا: "کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان کرتے ہیں بلکہ اس تحریر سے ہمارا مُدّعا یہ ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی شان کے لائق صرف جسمانی طور پر آلِ رسول ہونا نہیں کیونکہ وہ بغیر روحانی تعلق کے ہیچ ہے"۔ (یعنی یہ اُن کی شان نہیں ہے کہ جسمانی طور پر وہ آل رسول تھے۔ اصل چیز روحانی تعلق ہے۔ پھر فرمایا) "اور حقیقی تعلق اُن ہی عزیزوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جو روحانی طور پر اُس کی آل میں داخل ہیں۔ رسولوں کے معارف اور انوار روحانی رسولوں کے لئے بجائے اولاد ہیں جو اُن کے پاک وجود سے پیدا ہوتے ہیں"۔ (یعنی کہ اصل چیز اُن کی تعلیم اور معارف اور اُن کا جو روحانی نور منتشر ہوتا ہے وہ ہے اور وہی اُن کے ماننے والوں میں اصل چیز ہے) "اور جو لوگ اُن معارف اور انوار سے نئی زندگی حاصل کرتے ہیں اور ایک پیدائشِ جدید اُن انوار کے ذریعہ سے پاتے ہیں وہی ہیں جو روحانی طور پر آل محمدؐ کہلاتے ہیں"۔

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 364 تا 366 حاشیہ)

پس ہر احمدی، ہر مسلمان اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے والا ہے، آپ کے نور سے فیضیاب ہونے والا ہے، آپ کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے والا ہے تو آلِ محمدؐ میں اُس کا شمار ہو جائے گا۔

پس یہ وہ حقیقی طریق ہے جس پر ہر مسلمان کے لئے چلنا ضروری ہے کہ ہر بزرگ کے مقام کو پہچان کر اُس کی عزت کریں، اُس کا احترام کریں۔ آپس کے جھگڑوں اور فسادوں اور قتل و غارت گری کو ختم کریں۔ بعید نہیں کہ یہ سب قتل و غارت گری اور فساد جو ہو رہے ہیں، مسلمان مسلمان کو جو قتل کر رہا ہے اس میں اسلام مخالف طاقتوں کا ہاتھ ہو جو مسلمانوں میں گروہ بندیاں کر کے، پیسہ دے کر، رقم خرچ کر کے فساد کروا رہے ہیں یا خود بیچ میں شامل ہو کر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اب جو شیعوں پر حملے ہو رہے ہیں یا مسجدوں پر حملے ہو رہے ہیں، ان میں اُن تنظیموں کا ہاتھ ہے جنہیں حکومت دہشتگرد کہتی ہے اور دہشتگردوں کے بارے میں یہ بھی حکومتوں کی رپورٹیں ہیں اور پاکستان میں بھی ہیں کہ ان میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو بعض مسلمان ہی نہیں تھے بلکہ فساد پیدا کرنے کے لئے باہر سے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اُمّت پر رحم کرے اور ان کو ایک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

احمدیوں کو بھی مَیں کہنا چاہوں گا کہ دوسرے مسلمان فرقے تو ایک دوسرے سے بدلے لیتے ہیں کہ اگر ایک نے حملہ کیا تو دوسرے نے بھی کر دیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر باوجود تمام تر ظلموں کے جو یہ تمام فرقے اکٹھے ہو کر ہم پر کر رہے ہیں، ہمارے ذہنوں میں کبھی بھی بدلے کا خیال نہیں آنا چاہئے۔ ہاں کسی بات کی اگر ضرورت ہے تو یہ کہ ہم میں سے ہر ایک ہر ظلم کے بعد نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرے اور پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے دعاؤں میں لگ جائے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قربانی کا جو عملی نمونہ ہمارے سامنے قائم فرمایا ہے وہ ہمارے لئے رہنما ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ایک شعر میں جماعت کو اس طرح نصیحت فرمائی ہے کہ ۔

وہ تم کو حسین بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں ــــ یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو

(کلام محمود۔ مجموعہ منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نظم 94 صفحہ 218)

پس حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہیں، ہمیں صبر و استقامت کا سبق دے کر ہمیں جنت کے راستے دکھا دیئے۔ ان دنوں میں یعنی محرم کے مہینہ میں خاص طور پر جہاں اپنے لئے صبر و استقامت کی ہر احمدی دعا کرے، وہاں دشمن کے شر سے بچنے کے لئے رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کی دعا بھی بہت پڑھیں۔ پہلے بھی بتایا تھا کہ ہمیں یہ دعا محفوظ رہنے کے لئے پڑھنے کی بہت ضرورت ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا بھی بہت پڑھیں۔ درود شریف پڑھنے کے لئے میں نے گزشتہ جمعہ میں بھی کہا تھا پہلے بھی کہتا رہتا ہوں کہ اس طرف بہت توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ دشمن جو ہمارے خلاف منصوبہ بندیاں کر رہا ہے اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اپنی خاص تائید و نصرت فرمائے اور ہم پر رحم کرتے ہوئے دشمنانِ احمدیت کے ہر شر سے ہر فردِ جماعت کو اور جماعت کو محفوظ رکھے۔ ان کا ہر شر اور منصوبہ جو جماعت کے خلاف یہ بناتے رہتے ہیں یا بنا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ انہی پر الٹائے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی آل میں شامل فرمائے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اصل مقام روحانی آل کا ہے۔ اگر جسمانی رشتہ بھی قائم رہے تو یہ تو ایک انعام ہے۔ لیکن اگر جسمانی آل تو ہو لیکن روحانی آل کا مقام حاصل کرنے کی یہ جسمانی آل اولاد کوشش نہ کرے تو کبھی اُن برکات سے فیضیاب نہیں ہو سکتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے منسلک ہونے سے اللہ تعالیٰ نے دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

پس ہمیں ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ جب بھی درود شریف پڑھیں اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کس حد تک اس درود سے فیضیاب ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ کس حد تک زمانے کے امام کی بیعت میں آ کر قرآنِ کریم کی حکومت اپنے سر پر قبول کرنے والے ہیں۔ اللہ کرے کہ بزرگوں کے مقام کے یہ ذکر اور مخالفینِ احمدیت کی ہم پر سختیاں اور ظلم اور بعض حکومتوں کا ہم پر ان ظلموں کا حصہ بننا ہمیں پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہو۔ ہماری قربانیاں سعید فطرت لوگوں کو احمدیت کی آغوش میں لانے والی ہوں اور ہم احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی فتوحات کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔

اسرائیل جو کچھ فلسطینیوں کے ساتھ کر رہا ہے اس کا مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا، اس کے لئے بھی بہت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ معصوم جانوں کو ہر قسم کے ظلم سے بچائے۔ اسرائیل کے بارے میں اُن کے یہ بیان آ رہے ہیں کہ ہم خوف کی حالت میں نہیں رہ سکتے اس لئے ہم نے فلسطینیوں پر حملہ کیا۔ خود ہی پہلے حملہ کیا، خود ہی اُن کے لوگ مارے، جب انہوں نے جواب دیا تو کہہ دیا یہ ہمارے لئے خوف پیدا کر رہے ہیں۔ یہ عجیب دھونس ہے اور یہ عجیب طریق ہے جو دنیا والے اپنا رہے ہیں، صرف اس لئے، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا، کہ مسلمانوں کی کوئی اِکائی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان معصوم فلسطینیوں پر بھی رحم کرے اور ان کو ہر قسم کے ظلم سے بچائے۔

بقیہ: متی کی انجیل پر ایک نظر از صفحہ نمبر 4

گئی اور اب نتیجہ یہ ہے کہ اس قسم کی باتیں آپ لکھ رہے ہیں جو نہ بائبل میں ہیں نہ انسانی عقل میں آسکتی ہیں بلکہ عقل کے بالکل خلاف ہیں، پادری صاحب آپ نے اپنے یسوع کی تعریف میں کیا خوب لکھا ہے:۔

And since it was not expedient that we should know the day and the hour of the last judgment, He willed to be ignorant of it.

(پادری صاحب اگر یہ ہمارے لئے مناسب نہیں تھا کہ ہمیں قیامت کا علم ہو تو یسوع کے لئے تو مناسب تھا اگر خدا کو علم ہے تو یسوع کو علم ہونے میں کیا حرج ہے) پھر پادری صاحب لکھتے ہیں:۔

This awoved ignorance implies no limitation of Christs divine nature.

اب پادری صاحب آپ ایک اور تضاد کی بات کر رہے ہیں آپ کی بات کا نتیجہ یہ ہے کہ اگرچہ یسوع کو علم غیب نہیں تھا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی خدائی نیچر میں کوئی حد بندی تھی۔ پادری صاحب اگر اس کی خدائی نیچر میں حد بندی نہیں تھی تو وہ لازماً خدا کی تمام صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور آپ بھی مانتے ہیں کہ علم غیب اور ہر چیز کا علم خدا کی صفت ہے تو لازماً اس کو قیامت کا علم ہوگا۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اس کو علم ہو بھی اور نہ بھی ہو۔ مگر آپ نے چونکہ حضرت مسیح کی اصل تعلیم کو چھوڑا اس لئے آپ اس تضاد میں پڑ گئے، ذرا توجہ سے پادری صاحب کا یہ فقرہ پڑھیئے:۔

When the Father willed to withhold from Him any of His designs, His will was to be ignorant.

مگر پادری صاحب یہ فرمائیے کہ جب وہ کسی چیز سے لاعلم رہنا چاہتا ہے تو اس کو علم ہوتا ہے کہ میں کس چیز سے لاعلم رہنا چاہتا ہوں۔ تو گویا اس کو علم ہوتا ہے کہ میں کس چیز سے لاعلم ہوں اس کو اس چیز کا علم بھی ہوتا ہے اور ساتھ ہی لاعلمی بھی ہوتی ہے۔

فرمائیے پادری صاحب! آپ نے مسیح کی اصل تعلیم کو چھوڑا اور پھر آپ کس گڑھے میں گر پڑے۔

انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ماضی میں اس حوالے میں تبدیلیاں کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں غالباً اسی وجہ سے کہ عیسائی جو عقائد تسلیم کرنے لگ گئے تھے جس کی رو سے باپ اور بیٹا دونوں خدا ہیں اور دونوں علم اور اختیار اور مرتبہ میں برابر ہیں، یہ الفاظ اس عقیدہ کے خلاف ہیں، لکھتے ہیں:۔

36.Nor the son in the best representation of the Alaxandrian, Western, and Caesaren text types; KJV omits it with the Byjantine MSS.

گویا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کتاب کے الفاظ میں تحریف اور کمی بیشی کا سلسلہ جاری رہا ہے اور پھر آپ اس کتاب کو دنیا کی ہدایت کے ذریعہ کے طور پر پیش کرتے ہیں!!!

۞ **متی باب 24 کی آیت 36** جس کے الفاظ ہیں:

'لیکن اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ'۔

اس میں واضح اقرار موجود ہے کہ بیٹا وہ علم نہیں رکھتا جو باپ کو ہے اور یہ بات موجودہ عیسائیت کے عقائد کے بالکل مخالف ہے۔ یہ مدنظر رہے کہ Nor the Son کے الفاظ مستند ترین قدیم نسخوں میں موجود ہیں اس بارہ میں انٹرپریٹرز بائبل میں لکھا ہے:۔

36. Nor the son is found in the best representations of the Alexandrian, Western and Caesarean text types; KJV omits it with the Byzantine MSS. Son is used here in the sense of Son of god.

یہ عبارت بھی ایک اقرار ہے دراصل اس بات کا کہ نئے عہد نامہ میں عقائد کی بنیاد پر تحریف اور کمی بیشی ہوتی رہی ہے۔ اس آیت کے بارہ میں Peakes Commentary on the Bible کا تبصرہ بھی قابل توجہ ہے، لکھا ہے:۔

RSV has good textual basis for Its disappearance retaining nor the son. in some MSS may have been due to theological reflection upon such a limitation of the sons knowledge; this is more likely than attributing its insertion in some MSS as due to the need for an For Jesus miscalculation escuse

اس حوالہ میں بھی اس بات کا واضح اشارہ موجود ہے کہ دینی عقائد کی بنا پر نئے عہد نامہ کی عبارتوں میں کمی بیشی کا سلسلہ جاری تھا۔

آیت 43 میں مسیح کی آمد ثانی کو چور کو کسی گھر میں نقب لگانے کے ارادہ سے آنے سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ تشبیہ عیسائی چرچ کے اس عقیدہ کی نفی کرتی ہے کہ حضرت مسیح آمد ثانی کے وقت کھلم کھلا آسمان سے اتریں گیا ور دنیا کی تمام اقوام آپ کو علی الاعلان دیکھ رہی ہوں گی۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ مالٹا کی سالانہ بک فیئر میں کامیاب شرکت

ملک کی اعلیٰ شخصیات کو جماعتی لٹریچر اور "آنحضرت ﷺ سے سچی محبت" کتاب کا تحفہ

رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔ مبلغ وصدر جماعت مالٹا

خدا تعالیٰ کے خاص فضل واحسان اور حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت سے جماعت احمدیہ مالٹا کو پہلی بار مالٹا کے **سالانہ بک فیئر** میں شرکت کی توفیق ملی۔ یہ بک فیئر ہر لحاظ سے نہایت کامیاب رہا اور ہماری توقعات سے بڑھ کر نتائج ملے جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور پیارے آقا کی دعاؤں کی برکت سے ہی ممکن ہوا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

سالانہ بک فیئر مالٹا کے دارالحکومت Valletta کے ایک بہت بڑے ہال (Mediterranean Conference Centre) میں 7 تا 11 نومبر جاری رہا اور مؤرخہ 6 نومبر کو اس کا افتتاح مکرمہ دولورس کرستینا (Hon. Dolores Cristina) صاحبہ وزیر تعلیم مالٹا نے کیا۔ آپ نے جماعتی سٹال کا بھی وزٹ کیا۔ انہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا نیز بک سٹال میں موجود کتب اور مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم سے متعلق بریف کیا اور انہیں مالٹی زبان میں شائع جماعتی کتب کا تحفہ بھی پیش کیا گیا۔

صدر مملکت مالٹا مکرم ڈاکٹر جارج ابیلا (Dr. George Abela) صاحب، وزیراعظم مالٹا مکرم ڈاکٹر لارینس گونزی (Dr. Lawrence Gonzi) صاحب، لیڈر آف دی اپوزیشن مکرم ڈاکٹر جوزف مسکات (Dr. Joseph Muscat) صاحب، مکرم پال کریمونہ (Paul Cremona) صاحب آرچ بشپ آف مالٹا، مکرم ماریو دے مارکو (Dr. Mario de Marco) صاحب وزیر کلچر و سیاحت، مکرم اوون بونچھی (Dr. Owen Bonnici) صاحب ممبر آف پارلیمنٹ و شیڈو منسٹر فار ہائیر ایجوکیشن، مکرمہ مارلین فاروجہ (Marlene Farrugia) صاحبہ ممبر آف پارلیمنٹ و شیڈو منسٹر فار انرجی، مکرم اوارسٹ بارتولو (Evarist Bartolo) صاحب ممبر آف پارلیمنٹ و شیڈو منسٹر فار ایجوکیشن کے علاوہ یونیورسٹی کے پروفیسرز، تھنک ٹینک، سکالرز، سیاست دان اور مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات نے جماعتی بک سٹال کو وزٹ کیا۔

اس بک فیئر کے توسط سے مالٹا کی مذکورہ بالا تمام اہم شخصیات تک جماعت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ نیز انہیں جماعتی لٹریچر بطور تحفہ پیش کیا گیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ 21 ستمبر کا مالٹی ترجمہ بھی ان اہم شخصیات کو پیش کیا گیا۔ جب ان اہم شخصیات کو بین الاقوامی سطح پر اور مالٹا میں جماعتی خدمات اور 70 سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم سے متعلق بتایا گیا تو وہ بے حد متاثر ہوئے۔

اس بک فیئر میں دو ہزار سے زائد جماعتی لٹریچر تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ اس میں مالٹی زبان میں کتب بھی رکھی گئی تھیں جن میں جماعت احمدیہ کا تعارف، تبلیغی لیف لیٹ، جہاد کا صحیح اسلامی تصور، بین الاقوامی مسائل پر اسلامی نقطہ نظر، امن اور بین المذاہب ہم آہنگی سے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات پر مشتمل کتب شامل تھیں۔ اسلام سے متعلق بنیادی اور مختصر سوالات FAQ بھی مالٹی زبان میں لوگوں کو پیش کئے گئے۔

اس بک فیئر کے توسط سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ستمبر ''آنحضرت ﷺ سے سچی محبت'' کے مالٹی ترجمہ کی 250 کاپیاں تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ اور لوگوں کو اس خطبہ جمعہ کا تعارف بھی کروایا جاتا رہا۔

بک فیئر کے دوران مسلسل جماعت سے متعلق مختلف ویڈیوز بھی دکھائی جاتی رہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے یوکے پارلیمنٹ، کیپیٹل ہل امریکہ اور امن سمپوزیم یوکے کے خطابات بھی لوگوں کے استفادہ کے لئے مسلسل چلائے جاتے رہے۔ اسی طرح مختلف اہم شخصیات کے جماعت احمدیہ اور جماعتی ماٹو سے متعلق تاثرات کی ویڈیوز بھی دکھائی گئیں۔

چند دلچسپ واقعات

اس بک فیئر کے حوالہ سے چند واقعات ذیل میں درج ہیں:

☆ مالٹا کے صدر مملکت مکرم ڈاکٹر جارج ابیلا صاحب جب ہمارے سٹال پر تشریف لائے تو خاکسار نے انہیں جماعتی سٹال کے بارے میں بریف کیا اور انہیں مالٹی زبان میں لٹریچر کی اشاعت نیز قرآن کریم کے 70 زبانوں میں تراجم سے متعلق بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور جماعتی کاوشوں کو بہت سراہا۔ مکرم صدر مملکت خاکسار کو ذاتی طور پر جانتے ہیں اور جماعت کی خدمت انسانیت سے متعلق بھی خوب آگاہ ہیں۔

☆ مالٹا کے وزیراعظم مکرم ڈاکٹر لارینس گونزی صاحب اور ان کی اہلیہ جب جماعتی سٹال پر تشریف لائے تو بڑی خوشی سے ملے۔ ان کی اہلیہ نے جو خواتین سے متعلق ایک جماعتی پروگرام میں شرکت کر چکی ہیں جماعتی خدمات سے متعلق وزیراعظم کو بتایا تو وہ کہنے لگے مجھے بڑی اچھی طرح جماعت کی خدمات سے متعلق معلوم ہے۔ کہنے لگے یہ بہت اعلیٰ اور نمایاں کام کر رہے ہیں۔ میں جماعت کے کاموں کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔ آپ کی خدمات یقیناً قابل قدر ہیں۔

☆ مکرم ڈاکٹر جوزف مسکات صاحب لیڈر آف اپوزیشن اور ان کی اہلیہ جو خاکسار کو ذاتی طور پر جانتے ہیں اور ان کے ساتھ پہلے بھی ملاقاتیں ہوئی ہیں، جب جماعتی سٹال پر تشریف لائے تو بڑی بے تکلفی سے باتیں شروع کر دیں اور جماعتی خدمات کا بڑے اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا اور کہنے لگے احمدیت کی بہت خدمات ہیں اور مجھے آپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ آپ کے ان عظیم کاموں کی کامیابی کے لئے ہم دعا گو ہیں۔

☆ مالٹا کے وزیر کلچر و سیاحت مکرم ڈاکٹر ماریو دے مارکو صاحب جماعتی سٹال پر تشریف لائے اور بڑی تفصیل کے ساتھ باتیں کیں۔ خاکسار نے انہیں بتایا کہ جماعت احمدیہ دنیا بھر میں محبت و بھائی چارہ کا پرچار کر رہی ہے کیونکہ محبت و بھائی چارہ، ایک دوسرے کے احساسات کا احترام، برداشت اور ہم آہنگی کے ذریعے ہی دنیا میں امن کا قیام ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ کہنے لگے ہم ایک خدا کے ماننے والے ہیں ہمیں آپس میں محبت و بھائی چارہ کی فضا کو فروغ دینا چاہئے۔ اس کے علاوہ انہیں جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا گیا۔

☆ مکرم ایوارسٹ بارتو صاحب ممبر آف پارلیمنٹ وشیڈو منسٹر آف ایجوکیشن جو کہ ہمارے سالانہ امن سمپوزیم میں بھی تشریف لائے تھے اور انہیں مالٹی زبان میں جماعتی کتب دی گئی تھیں، کہنے لگے میں نے جماعتی کتب کو پڑھا تھا اور وہ نہایت دلچسپ، اہم اور قابل قدر ہیں اور ان میں نہایت اہم مضامین بیان ہوئے ہیں۔

☆ جب لوگوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ستمبر 2012ء کا مالٹی ترجمہ پیش کیا جاتا اور تفصیلات بتائی جاتیں تو بہت سارے لوگوں نے کہا کہ ہم بھی اس فلم سے اتفاق نہیں کرتے۔ اس کی پروڈکشن بھی نہایت ناقص تھی اور جو پیش کیا گیا وہ بھی رد کرنے کے قابل ہے۔ کیونکہ یہ ہماری مذہبی وانسانی اقدار کے منافی فلم تھی۔

☆ ایک عیسائی دوست جو کہ Anthropologist ہیں ہمارے سٹال پر تشریف لائے اور بڑی خوشی سے کافی دیر تک بات کرتے رہے اور کہنے لگے کہ ہم مالٹا کی Cultural Ministry کی طرف سے مختلف مذاہب اور تہذیبوں پر مشتمل ایک نمائش لگا رہے ہیں اور وہ اس کے انچارج ہیں۔ کہنے لگے میں ایک جگہ مخصوص کرنا چاہتا ہوں جہاں صرف اسلامی کتب رکھی جائیں تا کہ لوگ اس سے استفادہ کرسکیں۔ خاکسار نے انہیں بھرپور تعاون کی یقین دہانی کروائی جس پر وہ بہت خوش ہوئے اور رابطہ نمبر لیا کہ وہ اس سلسلہ میں جماعت سے ضرور رابطہ کریں گے۔

☆ دو میاں بیوی جب جماعتی سٹال پر آئے تو بڑے غور سے جماعتی بینرز جن پر قرآنی آیات درج تھیں پڑھنے لگے اور پھر مجھے آکر کہنے لگے کہ یہ جو قرآنی تعلیم ہے کہ ''یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور اور وہ جو یہودی ہیں اور نصاریٰ اور

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

باتوں کا جواب دیں لیکن کوئی میرے سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ کئی مولوی میرے گھر میں بھی آئے اور بعض عرب ممالک سے یہاں دورے پر آئے تو اُنہیں بھی مجھے احمدیت سے تائب کرنے کے لئے میرے گھر لایا جاتا رہا لیکن صرف وفاتِ مسیح کے مسئلہ میں ہی وہ لاجواب ہو گئے۔ موصوف نہایت گداز طبیعت کے مالک ہیں۔ بڑی نرم طبیعت ہے اور بہت مخلص ہیں۔ بات بات پر آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔ قبل ازیں تبلیغی جماعت سے منسلک تھے اور احمدیت قبول کرنے کے بعد ان میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ اپنے گھر کی دیواروں پر بیعت کی قبولیت کے جو خطوط میری طرف سے گئے ہوئے تھے وہ بھی انہوں نے فریم کر کے لگائے ہوئے ہیں۔

اب بعض باتیں بظاہر بڑی چھوٹی لگتی ہیں لیکن جب ایسے لوگوں کو دیکھو جو بالکل دیہات میں ہیں، جن کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔ جن میں نیا نیا ایمان داخل ہوا ہے وہ جب اپنی ہر بات کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر منتج کرتے ہیں تو بہرحال یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ایک انقلاب ہے جو اُن کی طبیعتوں میں پیدا ہوا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ٹیچی مان غانا کا ہے۔ یہاں ایک جگہ ہے اوفوری کروم (Oforikrom) یہاں ایک مخلص احمدی سعید عیسیٰ رہتے ہیں۔ ایک دن وہ اپنے زرعی فارم پر کام کرنے گئے۔ کام کرنے کے دوران نماز کا وقت ہو گیا تو کام چھوڑ کر نماز پڑھنے چلے گئے۔ نماز سے واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ درخت کی ایک بڑی شاخ اُس جگہ پر گری پڑی ہے جہاں وہ نماز سے پہلے کام کر رہے تھے اور اچانک گری تھی۔ اگر نماز پڑھنے نہ جاتے تو وہ درخت کی شاخ اُن کی موت کا بھی باعث بن سکتی تھی۔ اس بات نے اُن کے ایمان میں اضافہ کیا کہ دیکھو نماز کی وجہ سے میری جان بچ گئی۔

اسی طرح بعض نامساعد حالات میں الٰہی حفاظت کے واقعات ہیں۔

بینن کے جگّو ریجن کے اجتماع کا انعقاد جپینگو (Japango) جماعت میں کیا گیا جو ایک نو مبائع جماعت ہے۔ دورانِ اجتماع جوگّو شہر سے کچھ مولوی اپنے کارندوں کے ساتھ ڈنڈے اور لاٹھیاں لے کر مسجد میں آ گئے کہ ہم احمدیوں کو مار بھگائیں گے، اُن کا اجتماع نہیں ہونے دیں گے۔ یہ بالکل نئے احمدی جوشِ ایمان سے لبریز تھے۔ بالکل نئے احمدی تھے لیکن بہرحال اُن میں ایمان تھا۔ کہتے ہیں مخالفین کو دیکھ کر اپنے لوکل مشنری سے کہنے لگے کہ آپ مسجد کے اندر چلے جائیں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح حملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ وفد کی صورت میں مخالفین کو سمجھانے لگے۔ پہرہ دینے لگے جب کہ مخالفین اُن کی بات سننے کو تیار نہ تھے۔ آخر لوکل مشنری صاحب ہی آگے بڑھے کہ بتاؤ کہ کس آواز اور پیغام کو تم روکنا چاہتے ہو۔ افریقنوں میں کم از کم یہ عقل اور شعور ہے جو آپ کو آجکل کے پاکستانی مُلّاں میں نظر نہیں آئے گا۔ کہتے ہیں کہ تم ہمیں کس بات سے روک رہے ہو۔ اس وقت کا جو امام ہے وہ پیغام دیتا ہے کہ توحیدِ الٰہی پر قائم ہو جاؤ اور اکٹھے ہو کر اسلام کا جھنڈا اور آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور جھنڈا بلند کرو۔ کیا تم اس آواز کو روک دینا چاہتے ہو جو قرآنِ کریم کی تصدیق کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہے اور عین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آیا ہے۔ معلم صاحب کی گفتگو کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا اثر ہوا۔ اور ایک ایک کر کے اُن میں سے لوگ جانے شروع ہو گئے اور مولوی صرف اکیلے ہی رہ گئے۔

امیر صاحب ٹوگو بیان کرتے ہیں کہ متیجہ احمد صاحب (Motidja Ahmad) نومبائع ہیں۔ یہ آماتو (Amato) کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے (جماعت احمدیہ آماتو کے) جلسہ نومبائع کے دوران گواہی دی کہ وہ بیس سال سے مسلمان ہیں اور اب تک اُنہیں نہ تو صحیح نماز پڑھنی آتی ہے اور نہ ہی اسلام کے بارے میں کچھ معلوم تھا۔ کیونکہ مولوی کو صرف پیسے سے پیار ہوتا ہے۔ تعلیم دینے اور شادی بیاہ عقیقہ وغیرہ کے موقع پر پیسے کا لالچ ہوتا ہے حتی کہ جنازہ پڑھانے کی بھی فیس ہے۔ اس کے بغیر مولوی جنازہ نہیں پڑھاتے۔ لیکن خدا کے فضل سے دو سال پہلے جب سے احمدی ہوا ہوں احمدی معلم اور مبلغین نے جس رنگ سے تربیت کی ہے، اُس کی وجہ سے اب مجھے اسلام کے بارے میں بہت سی معلومات ملی ہیں اور اب میں ایک داعی الی اللہ کے طور پر کام کرتا ہوں۔ خدا کے فضل سے پنجوقتہ نمازی ہونے کے ساتھ ساتھ تہجد بھی ادا کرتا ہوں۔ اور جو بیس (20) سال مَیں نے احمدیت کے بغیر گزارے اُس پر خدا کے حضور معافی مانگتا ہوں۔

پھر لائبیریا کے مبلغ ناصر صاحب لکھتے ہیں کہ چھ ماہ قبل ہم نے ایک ایسے گاؤں میں تبلیغ کا پروگرام بنایا جو ایک مشکل جگہ پر واقع ہے اور کوئی گاڑی وہاں پر پہنچ نہیں سکتی۔ تقریباً پانچ چھ کلومیٹر پیدل چلنا پڑا۔ راستے میں ایک دریا پڑتا ہے جس کو عبور کرنے کے لئے چند لکڑیاں آپس میں باندھ کر مقامی ساخت کا ایک پل بنایا گیا۔ نئے آدمی کے لئے اس پر سے گزرنا بھی کافی مشکل کام ہے۔ دریا عبور کر کے جب ہم اس گاؤں میں پہنچے تو سب سے پہلے امام سے ملے اور اس کو درخواست کی کہ ہم آپ لوگوں سے ملنا چاہتے ہیں اور احمدیت کا پیغام سنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُس نے سارے لوگوں کو جمع کیا۔ خاکسار نے ایک لمبی تقریر کے بعد اُن کو احمدیت میں شمولیت کی دعوت دی۔ انہوں نے سوال کیا کہ ہم پہلے بھی مسلمان کہلاتے ہیں اور احمدی بھی مسلمان ہیں تو شمولیت سے کیا فرق پڑے گا۔ کہتے ہیں مَیں نے اُن کو اُن کی سمجھ کے مطابق بتایا۔ وہ اتنے پڑھے لکھے لوگ تو نہیں تھے لیکن وہاں افریقہ میں فٹ بال کا بڑا شوق ہے۔ تو انہوں نے ان کو اسی کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ اگر آپ فٹ بال کے کھلاڑی ہیں اور آپ کو کوئی اچھا فٹ بال کلب شمولیت کی دعوت دے تو آپ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ مَیں تو پہلے ہی فٹ بال کا کھلاڑی ہوں۔ مَیں کیوں آپ کے کلب میں شامل ہوں۔ آپ اکیلے کھلاڑی کچھ نہیں کر سکتے، کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کسی اچھی ٹیم میں شمولیت اختیار نہ کریں۔ اس وقت احمدیت اسلامی میدان میں بہترین ٹیم ہے اور زمانے کا امام اس کو لے کر چل رہا ہے۔ اس مثال سے وہ بہت محظوظ ہوئے اور سب نے امام سمیت جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا۔ کہتے ہیں خاکسار نے اس وجہ سے کہ نئے احمدی ہیں اگر چندہ کا کہا تو ان میں کہیں دُوری نہ پیدا ہو جائے یا یہ نہ کہیں کہ صرف پیسے کے لئے آیا ہے تو مَیں نے چندہ کا وہاں ذکر نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد وہ امام صاحب سارے گاؤں کا چندہ لے کر خود مربی صاحب کے پاس شہر میں آ گئے کہ جب وہ احمدی نہ تھے اُس وقت بھی شہر کی دوسری مسجد میں جا کر چندہ دیتے تھے۔ اور اب جبکہ ہم نے احمدیت قبول کر لی ہے تو چندہ ہم یہاں ادا کیا کریں گے۔ تب سے وہ ہر ماہ بغیر توجہ دلائے باقاعدہ چندہ لاتے ہیں اور واپس جا کر ان کو رسیدیں بانٹتے ہیں۔ اب یہ اگست کا چندہ لے کر آئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ آپ موسمِ برسات میں بالکل وہاں آنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ راستے میں بہت پانی ہے اور مَیں چندہ دینے کے لئے اپنے کپڑے اتار کر پانی سے گزر کر آیا ہوں۔ تو یہ لوگ اتنی محنت اور تردّد کرتے ہیں۔

پھر محمود احمد صاحب مبلغ سلسلہ نائیجیریا لکھتے ہیں کہ ہم ایک نئی جماعت گوئی (Goye) میں ایم ٹی اے کے لئے ڈش لگانے گئے۔ جب ہم ڈش لگا چکے تو اُس وقت ایم ٹی اے پر جلسہ سالانہ کینیڈا کی کارروائی جاری تھی اور مجھے لکھتے ہیں کہ آپ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس گاؤں میں ٹی وی کے اوپر یہ پہلا پروگرام تھا جو آ رہا تھا، جس میں میری موجودگی میں وہاں کینیڈا کا جلسہ ہو رہا ہے۔ نومبائعین نے ایم ٹی اے پر اُسے دیکھا۔ جب سارے گاؤں کے نو مبائع ایم ٹی اے دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تو اس گاؤں کے چیف الحاجی موسیٰ ابوبکر نے میری طرف اشارہ کیا کہ یہ شخص، یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ کے فضل سے اُس نے کہا کہ ہمیں خوشی ہو رہی ہے کہ ہم نے سچے امام کو مانا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ اظہار کرواتا ہے۔

اکبر احمد صاحب امیر جماعت نائیجر لکھتے ہیں کہ نائیجر کے برنی کونی شہر سے گیارہ کلومیٹر کے فاصلے پر راڈاڈاُوا (Radadaoua) ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس گاؤں کے باسیوں نے علاقے میں سب سے پہلے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ وہابی مولوی اس گاؤں پہنچے اور احبابِ جماعت سے کہا کہ احمدی تو مسلمان ہی نہیں ہیں۔ ان کا تو قرآن بھی اَور ہے۔ یہ مولوی ایک گروپ کی شکل میں وہاں پہنچے۔ بڑے بڑے جُبّہ پہنے ہوئے تھے۔ عربی بول کر اور قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر سادہ لوح احباب کو بہکانے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ سادہ لوح احباب جن کو بیعت کئے سات آٹھ سال ہو گئے ہیں۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدہ شامل ہوتے ہیں۔ چندہ دیتے ہیں۔ اُن کے بچے وغیرہ نماز سیکھ چکے ہیں۔ وہ ان مولویوں کی باتیں سن کر پریشان ہوئے کہ وہ کیا کریں۔ بہرحال دل میں خیال پیدا ہوا کہ پھر سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔ کہتے ہیں اسی گاؤں کے رہنے والے ایک دوست عثمان صاحب نے بتایا کہ یہ سب سن کر اُن کو بہت دکھ ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رات دعا کی کہ اے اللہ! تو خود میری رہنمائی فرما۔ اگر جماعت احمدیہ جھوٹی ہے تو خود مجھے اس سے بچا اور اگر جماعت سچی ہے تو کل مجھے پیسے ملیں۔ (یہ عجیب شرط لگائی انہوں نے)۔ تو کہتے ہیں کہ عثمان صاحب کہتے ہیں کہ اگلے دن صبح میں اپنے دو دوستوں کے ساتھ گھر سے کام کے لئے نکلا۔ سڑک پر جا رہا تھا کہ سڑک کے کنارے ایک کالا پلاسٹک کا لفافہ پڑا ہوا ملا جسے اُٹھا کر مَیں نے دیکھا تو وہ پیسوں سے بھرا ہوا تھا۔ اُس میں دس دس ہزار فرانک کے کئی نوٹ تھے۔ کہتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں حسبِ معمول ریڈیو بھی تھا۔ (ریڈیو وہاں کے لوگوں کا رواج ہے۔ ہاتھ میں رکھتے ہیں) خاص طور پر گاؤں کے لوگ خبریں یا مختلف پروگرام بڑی دلچسپی سے سنتے ہیں۔ کہتے ہیں عین اُس وقت ریڈیو پر اعلان ہو رہا تھا کہ کسی کا پیسوں سے بھرا لفافہ کہیں گر گیا ہے۔ اگر کسی کو ملے (یہ نشانیاں بتائیں) تو وہ ریڈیو اسٹیشن آ کر دے دے۔ عثمان صاحب کہتے ہیں کہ میرے دوست میرے پیچھے پڑ گئے کہ اس کو کھولو اور پیسے تقسیم کرتے ہیں۔ تو مَیں نے اُن سے کہا کہ نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ میرے ربّ العزت کا جواب ہے کہ جماعت احمدیہ سچی ہے۔ کیونکہ رات مَیں نے دعا کی تھی اور خدا نے میری دعا قبول کر کے میرے ایمان کو احمدیت پر مضبوط کیا۔ یہ رقم امانت ہے اسے مَیں واپس لوٹاؤں گا۔ (پیسے تو ملے لیکن یہ دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دیئے کہ اب ایمان داری کا بھی آگے امتحان شروع ہوتا ہے)۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنا سائیکل پکڑا اور کونی شہر آ کر یہ رقم ریڈیو کے ڈائریکٹر کو لوٹا دی۔ ڈائریکٹر نے عثمان صاحب سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر کے لئے رُکیں۔ وہ بندہ جس کے پیسے ہیں وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لوگ آئے جن کی رقم تھی۔ انہوں نے رقم گنی جو ایک ملین فرانک سے زائد تھی۔ اور وہ پوری تھی۔ اس کے بعد انہوں نے کچھ رقم عثمان صاحب کو بطور انعام کے دینا چاہی جسے عثمان صاحب نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرا انعام اللہ تعالیٰ نے مجھے دے دیا ہے۔ مجھے ان پیسوں کی ضرورت نہیں۔ اور خدا کے فضل سے اس واقعہ کے بعد اس گاؤں کے جو احباب جماعت ہیں، ان کے ایمانوں میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

محمد احمد راشد صاحب مبلغ جرمنی لکھتے ہیں کہ ایک جرمن سائمن گلہر (Simon Geelhaar) نامی نوجوان نے بیعت کی۔ یہ اس سے قبل بھی مسلمان تھے۔ ان کی جب خاکسار سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگے کہ مَیں نے جب اسلام قبول کیا تو میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ سارے مسلمان ملتِ واحدہ ہیں لیکن بعد میں مجھے علم ہوا کہ یہاں تو بہت سارے فرقے ہیں۔ اب مجھے کیسے پتہ چلے کہ کون حق پر ہے؟ کہتے ہیں کہ اس پر مَیں نے عرض کیا کہ اگر آپ صدقِ دل سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی رہنمائی کرے گا۔ انہوں نے دو تین دن ہی دعا کی تھی کہ ان کو دو مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام اُن کو نہیں آتا تھا۔ اس زیارت کے دوران یہ نام بآسانی زبان پر آنا شروع ہو گیا۔ نیز اس زیارت کے نتیجے میں اُن کے دل میں ایک نور پیدا ہوا اور اُن کو ایک طمانیت ملی کہ احمدیت ہی سچا اسلام ہے۔ یہ دوست گزشتہ عید کے روز خاکسار کے پاس آئے اور نماز عید ادا کی۔ اپنی خواب میں دو مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اور اللہ کے فضل سے بیعت کی۔

فضل مجوکہ صاحب پرتگال سے لکھتے ہیں کہ پرتگال میں مقیم مراکش کے ایک دوست اُزنین رضوان صاحب نے خاکسار سے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ مشن میں آنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُنہیں مشن کا ایڈریس دیا گیا اور وہ مشن تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ایک سال سے ایم ٹی اے العربیہ دیکھ رہے ہیں اور وہ سو فیصد مطمئن ہیں اور بیعت

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُنہیں بیعت فارم دیا گیا جس کو انہوں نے پڑھا اور پُر کر دیا۔ اُزنین رضوان صاحب نے احمدیت کی طرف راغب ہونے کے متعلق دو خواب بتائے۔ کہتے ہیں، انہوں نے بتایا کہ ایک سال قبل جب ایم ٹی اے العربیہ پر اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر کا پروگرام دیکھ رہا تھا اور پروگرام کے آخر میں پڑھے جانے والے اقتباس کے متعلق بتایا گیا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے تو تب اُنہیں پتہ چلا کہ امام مہدی علیہ السلام آ چکے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جستجو کی اور باقاعدگی سے دلچسپی سے یہ پروگرام دیکھنے لگ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ دشمن مسلمانوں کے بہت قریب پہنچ گیا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے فرما رہے ہیں کہ اِنْهَضُوْا لِلْجِهَادِ، اِنْهَضُوْا لِلْجِهَادِ کہ جہاد کے لئے اُٹھ کھڑے ہو، جہاد کے لئے اُٹھ کھڑے ہو۔ کہتے ہیں کہ جب مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتا ہوں تو مَیں خواب میں فوراً اُٹھ کھڑا ہوتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ مَیں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کروں گا۔ اس کے بعد مَیں بیدار ہو گیا اور میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کی تعبیر ڈالی کہ مَیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کر کے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کر سکتا ہوں۔ دوسرے خواب کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان پر بادل کے دو بڑے ٹکڑے ہیں۔ اُن میں سے ایک ٹکڑا سفید رنگ کا ہے اور دوسرا سیاہ رنگ کا۔ سیاہ رنگ کے بادل کے بڑے ٹکڑے کے پیچھے سیاہ رنگ کا ایک چھوٹا ٹکڑا بھی ہے، سفید بادل کا ٹکڑا اور سیاہ بادل کا بڑا ٹکڑا ایک دوسرے کے مدّمقابل ہیں۔ پھر سفید رنگ کا بادل، سیارہ رنگ کے بادل سے ٹکراتا ہے اور سیاہ رنگ کا بادل ریزہ ریزہ ہو کر غائب ہو جاتا ہے۔ پھر سفید بادل بڑے ٹکڑے کو شکست دینے کے بعد سیاہ بادل کے چھوٹے ٹکڑے کی طرف بڑھتا ہے تو سفید بادل جس میں لوگ سوار ہیں، آواز آتی ہے کہ اس سے نہیں ٹکرانا، یہ رضوان ہے اور یہ ہم میں شامل ہو جائے گا۔ اُزنین رضوان صاحب نے بتایا کہ خواب کے بعد میرے دل میں شدید تڑپ پیدا ہو گئی کہ میں جلد از جلد حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو جاؤں۔

علا حسین صاحب عراق کے رہنے والے ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ جب سے مَیں نے بیعت کی ہے، مجھے ہر طرح کے امن وسلامتی اور سکون کا احساس ہو رہا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایمان و ایقان میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اور یہ احساس ہوتا ہے کہ نہ صرف خدا تعالیٰ نے میرے گناہ بخش دیئے ہیں بلکہ اپنی محبت اور قرب میں بڑھایا ہے اور اب مَیں خدا تعالیٰ کی معیت میں ہوں اور میرے تمام اعضاء میں خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت محسوس ہوتی ہے اور دین اسلام کی صداقت خوب کھل گئی ہے۔ پھر یہ مجھے لکھ رہے ہیں کہ آج سے دو سال قبل مَیں نے رمضان کے آخری عشرے کے دوران خواب میں آسمان اور زمین کے درمیان پگڑی والے ایک شخص کو دیکھا تھا جس کی پگڑی کے اوپر سفید رنگ کے پَر کے مشابہ کوئی چیز ہے۔ اس شخص کا بڑا رعب ہے اور وہ فی البدیہہ طور پر اونچی آواز میں شعر یا نظم پڑھ رہا ہے جو میں سن رہا ہوں اور اپنے آپ میں ایسی گرمجوشی، تسلی اور امن محسوس کرتا ہوں جس کا بیان ناممکن ہے۔ میں اپنے دل سے اس کے اشعار سن رہا ہوں، نہ ظاہری کانوں سے۔ اس شخص کے الفاظ اور عبارتیں کان میں ایسی پڑ رہی تھیں جیسے ٹھنڈا پاکیزہ پانی ہوتا ہے اور جو کلام میں اس بزرگ امام سے سنتا ہوں اس جیسا کلام میں نے پہلے کبھی نہیں سنا ہو گا۔ ایسے لگتا ہے جیسے میں اُسے پیتا جا رہا ہوں۔ درحقیقت میرا دل سن اور دیکھ رہا ہوتا ہے اور سیراب ہوتا ہے حتی کہ میری آنکھیں آنسوؤں سے امڈ آتی ہیں اور وہ الفاظ میرے نفس، روح، عقل اور دل پر گہرا اثر کرتے ہیں اور میرے جسم کے ہر ذرے میں رچ بس جاتے ہیں۔ جب مَیں بیدار ہوتا ہوں تو اُنہیں یاد کر کے لکھنا چاہتا ہوں، جو یہ الفاظ تھے۔

آثَرْتُ الجَمَالَ عَلَى الْجِمَال اَنْتَ رُوْحِیْ
وَرَاحَتِیْ تَعَالَ حَبِیْبِیْ

یہ اس پیارے شخص کے لمبے قصیدے سے چند جملے مجھے یاد رہے۔ مجھے خیال گزرا کہ شاید وہ بزرگ حضرت علیؓ ہیں۔ پھر خیال آیا کہ جو پگڑی اس بزرگ نے پہنی ہوئی تھی وہ غیر معروف تھی اور پگڑی کے اوپر والا طرّہ غیر معروف تھا۔ یعنی اس کی گردن دائیں طرف کو جھکی ہوئی تھی اور اُن کے الفاظ بہت خوبصورت اور اس طرح محبت سے معمور تھے کہ میں کبھی اُن کو بھلا نہیں سکتا۔ بہرحال اس خواب کے قریباً ایک ہفتے کے بعد میں ایک دن ٹی وی پر مختلف چینل تلاش کر رہا تھا کہ اچانک آٹومیٹک سرچ پر لگا کر نئے چینل کی تلاش کی تو اچانک مجھے ٹی وی سے آواز آئی کہ

لَقَدْ اُرْسِلْتُ مِنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ
رَحِیْمٍ عِنْدَ طُوْفَانِ الضَّلَالِ

(یعنی میں رب کریم و رحیم کی طرف سے ضلالت کے اس طوفان کے زمانے میں بھیجا گیا ہوں)۔ اس پر مجھے بڑا جھٹکا لگا اور مَیں جلدی سے ٹی وی کی طرف لپکا اور ایک چینل پر ایک شخص کی تصویر دیکھی جس کے نیچے لکھا تھا اَلْاِمَام الْمَهْدِیْ وَالْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد اور مندرجہ بالا الفاظ پڑھے جا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مَیں اپنے جذبات پر کنٹرول کھو بیٹھا اور اونچی آواز سے رونے لگا۔ خدا کی قسم! میں ہفتہ بھر روتا رہا اور جب بھی وہ تصویر ٹی وی پر آتی یا وہ اشعار سنتا تو اپنے گزشتہ گناہوں کی وجہ سے سر پیٹنے لگتا۔ اب دن رات میرا شغل ایم ٹی اے کا دیکھنا ہو گیا جیسے کسی کو فائنل میچ کا انتظار ہوتا ہے۔ اور رونے کے آثار میرے منہ پر واضح ہوتے۔ حتی کہ بعض لوگ مجھ سے پوچھنے لگتے کہ کیا تم رو کر آئے ہو؟ انہوں نے مجھے لکھا کہ کئی دفعہ خواب میں مَیں نے آپ کو بھی دیکھا۔ تو بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اُس کو نظر آئی۔

تو یہ چند واقعات جو مَیں نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ یہ جہاں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق ہونے پر یقین کامل پیدا کرتے ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تسبیح، تحمید اور استغفار کی طرف بھی زیادہ سے زیادہ توجہ پھیرنے والے ہونے چاہئیں۔ یہ سن کر صرف الحمدللہ اور ماشاء اللہ پڑھنا کافی نہیں ہو گا۔ یا صرف عارضی طور پر محظوظ ہونا ہی کافی نہیں ہو گا۔ جہاں ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اُس کی تسبیح کرتے ہوئے، اُس کی حمد کرتے ہوئے اور استغفار کرتے ہوئے جذب کرنے والے ہوں اور ایمان میں ترقی کرنے والے ہوں، وہاں ان نئے آنے والوں کے لئے نمونہ قائم کرنے والے بھی بنیں۔ جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے بیشک بہت سے ایسے ہیں جن کی رہنمائی اللہ تعالیٰ نے فرمائی اور اُن کے ایمانوں کو مضبوطی بخشی لیکن لاکھوں آنے والوں میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں جو علمی دلیلوں اور زمانے کے حالات دیکھ کر ایک مصلح کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے احمدی ہوئے ہیں یا احمدیت میں شامل ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے نمونے بھی دیکھنے ہیں جو پہلے احمدی ہیں۔

پس آپ جو انصار اللہ کہلاتے ہیں حقیقی رنگ میں اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انصار اللہ بنیں اور بننے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر اُس کی حمد کرتے ہوئے مزید شکر گزار بنیں۔ استغفار کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں اور نئے آنے والوں کے لئے اور اسی طرح اپنے لئے بھی مضبوطی ایمان اور ہر قسم کے شرور سے بچنے کی دعا کریں۔

اور یہاں مَیں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ انصار کی عمر کو پہنچ کر عاقبت کی زیادہ فکر ہونی چاہئے لیکن افسوس ہے کہ بعض ایسے بھی ہیں جو بجائے اس فکر کے معاشرے میں بے سکونی کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ اُن کے گھروں میں بھی بے سکونیاں ہیں اور گھروں سے باہر معاشرے میں بھی جھگڑوں کی وجہ سے بے سکونیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ پس اس طرف بھی ایسے لوگوں کو توجہ دینی چاہئے۔ جب بچے جوان ہو جائیں یا جوانی کی عمر میں قدم رکھ رہے ہوں تو اُن کے لئے ہمیں، انصار کی عمر کو پہنچے ہوئے لوگوں کو تو نمونہ بننا چاہئے۔ اُن کے لئے بھی استغفار کرنی چاہئے تا کہ مسیح موعودؑ کی قبولیت کا انعام جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے گھروں میں آیا ہے اُس کا فیض اگلی نسلوں میں بھی جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کریں۔

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ از صفحہ 9: مالٹا بک فیئر میں شرکت

دیگر الٰہی کتب کے ماننے والے جو بھی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، اور نیک اعمال بجالائے ان سب کے لئے ان کا اجران کے ربّ کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کریں گے۔'' (سورہ بقرہ آیت: 63) اگر ہم عیسائی بھی اس پر ایمان لائیں اور اس پر عمل کریں تو ساری دنیا کی حالت بدل جائے۔ کہنے لگے یہ دونوں بینرز جن پر آپ نے قرآنی تعلیمات درج کی ہیں یہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں اور یہ تعلیمات بہت ہی اہم ہیں۔

☆ ایک عیسائی دوست جنہوں نے ہمارے سٹال کے سامنے سٹال لگایا تھا کہنے لگے کہ میں یہ بینرز پڑھ رہا تھا اور میں ان قرآنی تعلیمات کو پڑھ کر بہت متعجب ہوا کہ کتنی پیاری تعلیم اور دل کو موہ لینے والی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ مجھے مذہب کا بہت کم علم ہے مگر جب یہ قرآنی تعلیمات پڑھیں تو میں بہت حیران ہوا کہ اسلام اس قدر خوبصورت مذہب ہے۔

☆ ایک عیسائی دوست ہمارے سٹال پر تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میں نے محمد ﷺ سے متعلق بہت پڑھا ہے اور میں آپ ﷺ سے متعلق پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ میں عرب ملکوں میں بھی رہا ہوں اور محمد ﷺ سے متعلق جو بھی کتاب ملے اسے پڑھتا ہوں۔ آپ نے "True Love for the Holy Prophet SA" کا مالٹی ترجمہ مطالعہ کے لئے حاصل کیا۔

☆ ایک عیسائی دوست جب ہمارے سٹال پر تشریف لائے تو خاکسار نے انہیں بتایا کہ جماعت تشدد اور نفرت کے پرچار کے سخت مخالف ہے۔ کہنے لگے میں اس بات کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ جماعت احمدیہ دہشت گردی اور انتہاپسندی کے خلاف ہے۔ کہنے لگے مجھے میرے گھر پر جماعت کی طرف سے شائع کردہ کتابچہ جس میں اسلام سے متعلق بنیادی سوالات کے جوابات درج تھے ملا تھا اور اسے پڑھ کر مجھے جماعت سے متعلق جاننے کا موقع ملا۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضور انور کی جاری کردہ تبلیغی لیف لیٹ تقسیم کرنے کی سکیم بہت کامیابی کے ساتھ جاری ہے اس کے نمایاں اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

☆ ایک عیسائی خاتون جماعتی سٹال پر آئیں اور مختلف موضوعات پر بات کی اور پردہ سے متعلق بھی بات کی۔ جب خاکسار نے انہیں پردہ سے متعلق بتایا اور کہا کہ اسلام ہمیں خیر الامور اوسطھا۔ یعنی درمیانی راہ بہتر ہے کی تعلیم دیتا ہے، تو کہنے لگیں ہاں مجھے پتہ ہے آپ نہایت اعتدال پسند جماعت ہیں اور انتہا پسندی سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں آپ کے مضامین پڑھتی رہتی ہوں۔ تاہم بعض مسلمان پردہ کو نہایت سخت انداز میں اپناتے ہیں یہاں تک کہ ان کے لئے دیکھنا بھی محال ہوتا ہے۔

☆ ایک مالٹی دوست نے مالٹی زبان میں شائع شدہ کتاب ''اسلامی جہاد کا حقیقی تصور'' پڑھنے کے لئے لی اور کہنے لگے کہ میرے بہنوئی کا تعلق لیبیا سے ہے اور وہ بہت سارے معاملات میں بہت بنیاد پرست عقائد رکھتے ہیں، میں انہیں بھی یہ کتاب پڑھنے کے لئے دوں گا ممکن ہے ان میں مثبت تبدیلی پیدا ہو جائے۔

☆ یونیورسٹی آف مالٹا کے ایک طالبعلم جن کے مقالے کے سلسلہ میں خاکسار نے تعاون کیا تھا وہ ہمارے سٹال پر تشریف لائے اور بڑی خوشی سے بتانے لگے کہ میں نے مقالہ میں بہت اچھے مارکس لئے ہیں اور میرے مقالہ کے انچارج اسے باقاعدہ شائع کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کہنے لگے مجھے آپ کے پروگراموں میں شامل ہونے کا بہت مزہ آتا ہے اس لئے جب بھی کوئی پروگرام ترتیب دیں مجھے ضرور بتائیں۔

☆ بہت سارے لوگوں نے جماعت احمدیہ مالٹا کی طرف سے اخبارات میں لکھے جانے والے مضامین کو بہت سراہا اور کہنے لگے جماعت اس سلسلہ میں بہت عمدہ کام کر رہی ہے آپ اسلام کی صحیح اور خوبصورت تصویر پیش کرتے ہیں اور آپ کے مضامین کو پڑھ کر بہت مزہ آتا ہے اور ہر دفعہ ایک نیا مضمون، ایک نیا انداز اور ایک نئی بات پڑھنے کو ملتی ہے۔

اس بک فیئر کے انعقاد اور انتظامات میں چند احباب نے تعاون فرمایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نہایت نیک ثمرات عطا فرمائے اور ہماری جماعت کو آئندہ بھی کامیابیوں سے نوازے اور اللہ تعالیٰ ہمیں بیعتوں سے نوازے۔ آمین

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران
047- 6212515
0300-7703500

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

خلیفۂ اسلام سے لندن شہر کے میئر کی ملاقات

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو لندن شہر کے میئر Boris Johnson نے سٹی ہال میں مدعو کیا تھا

(پریس ریلیز) مورخہ 19 نومبر 2012ء کو لندن شہر کے میئر BORIS JOHNSON نے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سٹی ہال میں استقبال کیا۔

یہ ملاقات پینتالیس منٹ تک جاری رہی۔ اس دوران متفرق امور زیر بحث آئے مثلاً امن عالم کا قیام، اسلام کی پرامن تعلیم وغیرہ۔ نیز دوران گفتگو جماعت احمدیہ کی انتہا پسندی کے خاتمہ کے لئے مسلسل کاوشوں اور دنیا کے بعض ممالک میں احمدیوں پر ہونے والے ظلم وستم کا بھی تذکرہ ہوا۔

جماعت احمدیہ کے منشور ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' کو سراہتے ہوئے لندن کے میئر نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ کاش یہ آواز لندن کا بنیادی پیغام بن جائے۔ اس پر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ) نے فرمایا کہ صرف لندن نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے یہ طرز عمل نہایت ضروری ہے۔

اس موقع پر میئر صاحب نے جماعت احمدیہ کو گزشتہ سال کے دوران برطانیہ کے متفرق خیراتی اداروں کے لئے ساڑھے تین لاکھ پاؤنڈ چندہ جمع کرنے پر خراج تحسین پیش کیا نیز ملکہ برطانیہ کی ڈائمنڈ جوبلی کی تقریبات کے لئے تعاون مہیا کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ مسٹر BORIS JOHNSON نے کہا کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ) کی قیادت میں جماعت احمدیہ کی کوششیں واقعی شاندار رہی ہیں۔

مکرم میئر صاحب نے جماعت احمدیہ کی طرف سے لندن شہر کی بسوں پر جاری اشتہاری مہم کو سراہا جس کے تحت اسلامی تعلیمات کی عکاسی کرتے ہوئے ''امن، انصاف اور مساوات'' کا درس عام کیا جا رہا ہے۔

اس ملاقات کے دوران حضرت مرزا مسرور احمد (ایدہ اللہ) نے احمدیوں اور دیگر غیر احمدی مسلمانوں کے درمیان عقائد کے اختلاف کو واضح کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بنیادی فرق یہ ہے کہ جماعت احمدیہ یقین رکھتی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں۔

آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام جاری ہوا تھا اور آپ (ایدہ اللہ تعالیٰ) اس سلسلہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے واضح فرمایا کہ گو میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی براہ راست نسل سے ہوں لیکن خلافت کا نظام ہرگز موروثی طرز پر جاری نہیں ہے۔

اس ملاقات میں جماعت احمدیہ کے خلاف پاکستان میں جاری ظلم وستم کی مہم کا بھی ذکر آیا۔ اس دوران حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ) نے بتایا کہ کس طرح خلیفہ بننے سے قبل میں نے ایک سراسر بے بنیاد الزام کی پاداش میں ایک جیل میں گیارہ دن اور راتیں گزاری تھیں نیز ذکر کیا کہ جیل کے اندر صورت حال کتنی شدید ناموافق تھی اور بیرکوں میں گنجائش سے کہیں زیادہ قیدیوں کو بھرا جاتا ہے۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ) نے فرمایا کہ پاکستان کے تمام علاقوں میں احمدیوں کو شدید ظلم و بربریت کا سامنا ہے اور اس الم ناک طرز عمل کو پاکستان میں قانونی تحفظ حاصل ہے۔ اسی ریاستی پشت پناہی کے سبب ملک بھر میں تمام احمدی ووٹ کے بنیادی حق سے بھی محروم ہیں۔

لندن کے میئر صاحب نے اظہار کیا کہ ان کے لئے امن سمپوزیم 2012ء کے موقع پر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ) کا بصیرت افروز خطاب غیر معمولی حد تک جھنجوڑنے والا تھا اور کہا کہ میں اس بات کا مشتاق رہا ہوں کہ حضور (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی امن عالم اور نیوکلیائی ہتھیاروں سے لڑی جانے والی جنگ کے ممکنہ خطرات کے حوالہ سے آراء سے آگاہی حاصل کروں۔

حضور (ایدہ اللہ تعالیٰ) نے فرمایا کہ مجھے یہ فکر بے چین رکھتی ہے کہ کہیں ایٹمی ہتھیار شدت پسندوں کے ہاتھ نہ لگ جائیں اور دنیا میں غیر معمولی تباہی وبربادی نہ آجائے۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ) نے یہ جان کر بہت مسرت کا اظہار فرمایا کہ مکرم میئر صاحب کی کتب میں جماعت احمدیہ کی طرف سے انگریزی میں ترجمہ شدہ اور شائع کردہ قرآن کریم کا نسخہ موجود ہے۔

ملاقات کے اختتام پر مکرم میئر صاحب نے بیان کیا کہ وہ ہر معاملے میں جماعت احمدیہ کو اپنی مکمل مدد فراہم کرتے رہیں گے۔ جس پر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ) نے جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے مکرم میئر صاحب کا شکریہ ادا کیا اور اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ یہ باہمی دوستی ترقی کی منازل طے کرتی رہے۔

ملاقات مکمل ہونے پر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ) اور مکرم میئر صاحب سٹی ہال کے بیرونی برآمدہ میں تشریف لائے جہاں سے لندن کا فضائی منظر واضح نظر آتا ہے۔ آپس میں تحائف کے تبادلہ کے بعد حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس (ایدہ اللہ) اور مکرم میئر صاحب لندن نے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے نمائندہ کے سوالات کے جوابات دیئے۔

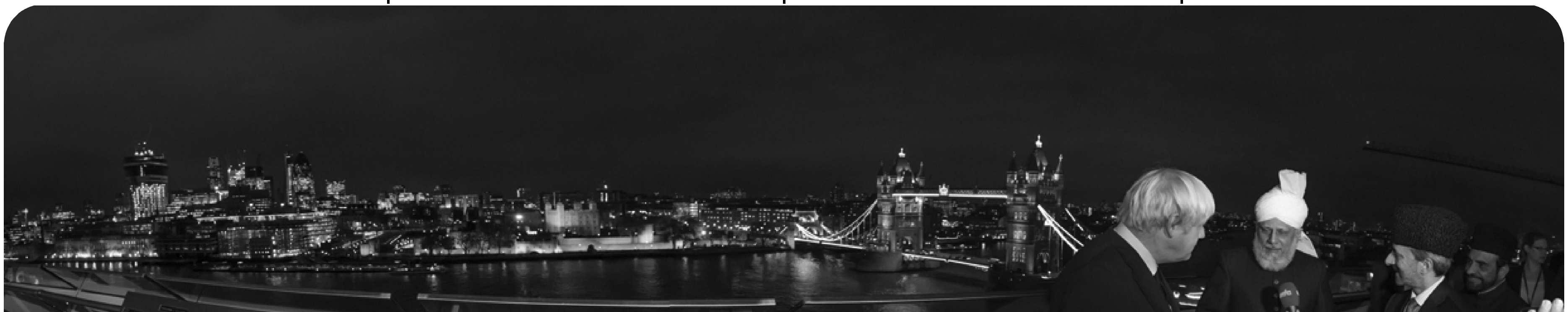

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس (ایدہ اللہ) اور جناب بورس جانسن میئر لندن ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ یوکے (منعقدہ 7 تا 9 ستمبر 2012ء)

دنیا کے مختلف ممالک سے وفود کی جلسہ میں شمولیت اور
حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقاتیں۔

✿......جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت اور حضور انور کے پاک چہرہ کا دیدار، بیعت کے بعد میری زندگی کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔

✿......میرے خیال میں ہم نے اپنے اس سفر میں حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی "اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر" کی واضح تجلّی دیکھی۔

✿......عالمی بیعت ہمیشہ کی طرح مجھے جذباتی کر دیتی ہے اور مجھے خدا کے قریب لا کھڑا کرتی ہے۔

✿......اس جلسہ کا سب سے شاندار وقت وہ ہوتا ہے جب ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کرنے کا موقع ملتا ہے۔

(مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کے تأثرات)

حضور انور ایدہ اللہ کی جلسہ سالانہ یوکے اور اس کے بعد کے ایام میں غیر معمولی مصروفیات کی مختصر رپورٹ

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

قسط پنجم

حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات

✿......نائیجیریا کے وفد کے بعد کبابیر اور فلسطین سے آنے والے وفد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ امسال کبابیر اور فلسطین سے مرد و خواتین پر مشتمل وفد آیا تھا۔

اس وفد کے ایک ممبر محمد علاونہ صاحب تھے جنہیں مخالف علماء کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ انہوں نے 2010ء میں دوسری شادی کی تو انکی پہلی بیوی کے غیر احمدی والدین شدید دباؤ ڈال کر اپنی بیٹی اور علاونہ صاحب کے بچوں کو اپنے ساتھ لے گئے اور عدالت میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائر کر دیا۔ انکا مؤقف یہ تھا کہ محمد علاونہ نے احمدی ہو کر اسلام سے ارتداد اختیار کیا ہے لہٰذا ان کا نکاح ان کی بیوی کے ساتھ قائم نہیں رہا حالانکہ علاونہ صاحب نے کئی سال پہلے احمدیت قبول کی تھی اور ان کی اہلیہ اور سسرال کو اس کا بخوبی علم تھا۔ پھر ان کی دوسری بیوی کے ساتھ نکاح کی تنسیخ کا معاملہ بھی اس کیس میں شامل کر لیا گیا۔

ان کے خلاف 22/جون 2010 کو یہ مقدمہ دائر کیا گیا اور 12/اگست 2010 کو فلسطین کی شرعی عدالت نے انکے مرتد ہونے کا فیصلہ سنایا کہ ان کا اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ اس فیصلہ کو محمد علاونہ صاحب نے دستوری عدالت میں چیلنج کیا۔ ان گنت پیشیوں، تفتیش اور شدید دباؤ کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل سے علاونہ صاحب اپنے مؤقف پر قائم رہے اور خلع و تفریقِ زوجین وغیرہ جیسے فیصلوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور ہر قدم پر ایمان کی حفاظت کی۔

یہ کیس پورے فلسطین میں بہت مشہور رہا۔ اخبارات اور ٹی وی نے اسے کوریج دی، حتی کہ فلسطینی ٹی وی نے علاونہ صاحب اور جماعت کے حق میں ایک ڈاکومنٹری دکھائی جس سے اس کیس کا اور اسکے ساتھ جماعت کا بھی بہت چرچا ہوا۔

ملاقات کے دوران محمد علاونہ صاحب نے بتایا کہ: میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جن سے میں حضور انور کا شکریہ ادا کر سکوں کہ آپ نے ہمیں جلسہ پر بلا کر شرف ملاقات بخشا اور اتنی عزت دی۔ ہر پاک دل جو جلسہ کے شاملین اور اتنے بڑے پیمانہ پر اس قدر حسین انتظام کو دیکھتا ہے وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کی سچائی کا لازمًا قائل ہو جاتا ہے۔ قوم، رنگ و نسل اور زبان کے اختلاف کے باوجود محبت نے سب کو متحد کیا ہوا ہے گویا کہ سب ایک جسم ہیں۔ کوئی جھگڑا ہے نہ لڑائی بلکہ سب ایک دوسرے سے محبت اور تعاون کرتے نظر آتے ہیں۔ یہی حقیقی کامیابی ہے۔ **جلسہ پر حاضری اور حضور انور کے دیدار کے اس سفر میں اتنے معجزات ہوئے کہ میں انہیں شاید گن نہ سکوں۔** ویزا کے حصول کے وقت، لندن کے سفر کے لئے نکلتے وقت اور حضور انور کے دیدار سے مشرف ہونے تک قدم قدم پر معجزات ہوئے۔ حضور انور کا دیدار، حضور کی دست بوسی، حضور سے معانقہ کی برکت، حضور کی اقتداء میں نمازیں، حضور کی مجلس میں بیٹھنے کا شرف، یہ سب میرے لئے معجزات تھے۔ پھر حضور نے خاص ملاقات کا عظیم موقع عطا فرمایا اور اپنی بیش قیمت نصائح سے نوازا اور میری سب مشکلات کو حل کر دیا حالانکہ ان کا حل میرے لئے ممکن نہ تھا۔ پس آپ کو میرا اسلام اور محبت کا تحفہ پہنچے۔ میری عقل، دل و جان اور روح، نظام خلافت کے آگے جھکے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تا دیر ہم پر سلامت رکھے اور حضور کی حفاظت فرماتا رہے۔ آمین۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری خدمت پر ایسے لوگوں مسخر کیا جو نیک سچے اور وفادار دوست ہیں۔ ہم ان میں سے بہتوں کو جانتے بھی نہیں۔ ہم انہیں عمر بھر نہ بھول پائیں گے۔

✿......**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے علاونہ صاحب کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:**

جس طرح آپ نے عدالت کا اور مولویوں کا شیر بن کر مقابلہ کیا ہے میں سمجھتا تھا کہ آپ کوئی بہت بڑے شیخ، جبہ والے اور عالم ہوں گے لیکن آپ تو ماشاء اللہ سادے سے احمدی ہیں اور نوجوان ہیں۔ ماشاء اللہ آپ کا دل بڑا قوی ہے اور آپ نے پہاڑ بن کر مخالفین کا مقابلہ کیا ہے اور بڑے بڑے مشائخ سے ٹکر لی ہے اور استقامت دکھائی ہے اور سب کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہو گئے ہیں۔

اس پر موصوف نے کہا کہ حضور انور کی دعاؤں کی بدولت ہی اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور مخالفین کا مقابلہ کرنے کی ہمت عطا کی۔

✿......محمد علاونہ صاحب کے ساتھ ان کی اہلیہ محترمہ سماح علاونہ صاحبہ بھی آئی ہوئی تھیں۔ موصوفہ نے کہا کہ **جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت اور حضور انور کے پاک چہرہ کا دیدار، بیعت کے بعد میری زندگی کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔** میں نے اس دوران اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ مذہب کا اور رسولوں کو مبعوث کرنے کا حقیقی مقصد کیا ہے۔ جلسہ میں شامل ہو کر مجھے معلوم ہوا کہ اطاعت کا حقیقی معنی کیا ہے اور نفس امّارہ کو کیسے ذبح کرتے ہیں اور خدا کی خاطر اولی الامر کی اطاعت کیسے کرتے ہیں۔

جلسہ میں مَیں نے دیکھا کہ دلوں کو متحد کرنے کے کیا معنی ہیں جس کی طاقت خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ مَیں اس محبت و الفت سے بہت متعجب ہوئی کہ وہ بندوں میں کیسے عجیب کام کرتی ہے۔ میں خدا تعالیٰ کا یہ الفت و محبت پیدا کرنے پر شکر ادا کرتی ہوں۔

مَیں نے اس جلسہ میں یہ سیکھا کہ انسان جتنا اپنے آپ کو گرائے خدا تعالیٰ کی نظروں میں عظیم ہوتا ہے۔ میں نے جلسہ میں دیکھا کہ انسانی اخلاقی قدروں کی کوئی حقیقت نہیں جب تک ان پر عمل نہ کیا جائے اور صرف باتوں کی کوئی اہمیت نہیں جب تک کام نہ کیا جائے۔ جلسہ سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ احمدیت کا خادم کیسے بنا جاتا ہے اور احمدیت کی خاطر خود کو فنا کیسے کیا جاتا ہے۔

جلسہ میں مَیں نے سیکھا کہ جو احکام خدا تعالیٰ نے ہمیں دیئے ان کی کتنی اہمیت ہے خواہ بظاہر وہ چھوٹے نظر آویں۔ جلسہ میں مَیں نے سیکھا کہ اگر ہم خدا تعالیٰ کی تعلیمات کو نافذ کریں تو کتنا عظیم الشان معاشرہ ہم قائم کر سکتے ہیں۔ مَیں نے یہ سب باتیں خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر کے سیکھیں۔ بعض خواتین کو دیکھ کر مَیں بہت متأثر ہوئی۔ اسی طرح جلسہ پر ڈیوٹی دینے والے رضا کار خدام و اطفال کو دیکھ کر طبیعت پر بہت اچھا اثر ہوا۔ تمام انتظامات جلسہ کے بڑے پختہ نظام کے تحت چل رہے تھے۔ کامل اطاعت کا نمونہ جو بغیر کسی اکتاہٹ اور بے دلی کے چل رہا تھا میں نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور نہایت خوش ہوئی۔

موصوفہ نے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اپنے لئے اور میاں اور بچوں کیلئے دعا کی درخواست کی۔

✿......ملاقات کے بعد موصوفہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ جہاں تک حضور انور کے نورانی چہرۂ مبارک کے دیدار کا تعلق ہے تو یہ مَیں ساری زندگی نہیں بھول سکتی۔ **مَیں ساری زندگی اس نور کو نہیں بھول سکتی جو حضور کی تشریف آوری کے ساتھ ہم نے مشاہدہ کیا۔ مَیں ساری زندگی حضور کی آنکھوں میں شرم و حیا نہیں بھول سکتی جو آپ کی عظمت و ہیبت کو مزید بڑھا رہی تھی۔ مَیں ساری زندگی حضور انور کی انکساری کو نہیں بھول سکتی جو آپ کے مقام کو بڑھا رہی تھی۔ مَیں ساری زندگی حضور کی دلوں کو زندہ کرنے والی اور امن و امان کا احساس دینے والی مسکراہٹ کو نہیں بھول سکتی۔**

جب بھی حضور کی نصیحت بھول جاتی ہوں یا نظر انداز کرنے لگتی ہوں تو آپ کا نورانی چہرہ نظر آ جاتا ہے اور مَیں خود سے کہتی ہوں کہ اگر حضور کے چہرہ کی تمہیں اتنی شرم ہے تو خدا تعالیٰ کے سامنے کیسے پیش ہو گی۔

ایمان افروز داستان سفر

✿......**محمد علاونہ صاحب اور ان کی اہلیہ سماح علاونہ صاحبہ کے جلسہ سالانہ یو۔کے میں شامل ہونے کیلئے سفر کی داستان بھی بہت ایمان افروز ہے۔**

ان دونوں میاں بیوی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بطور خاص جلسہ پر بلایا تھا۔ یہ اگرچہ فلسطین میں رہتے ہیں مگر کسی بھی ملک میں ہوائی سفر کے لئے انہیں اسرائیل سے ہو کر جانا پڑتا ہے اور اسرائیل میں داخل ہونے کیلئے کم از کم ایک ہفتہ قبل اجازت کی کارروائی شروع کرنی پڑتی ہے۔ نیز اگر کسی فلسطینی کے پاس کسی اور ملک کا پاسپورٹ ہو (جیسے کہ بعض فلسطینیوں کے پاس اردن کا پاسپورٹ ہوتا ہے) تو وہ صرف اردن جا کر وہاں سے دیگر ممالک کا سفر کر سکتے ہیں۔ اسرائیل سے ان کا سفر کرنا ممکن نہیں ہے۔ مکرمہ سماح صاحبہ کے پاس اردن کا پاسپورٹ تھا لیکن انہیں اس قانون کا علم نہ تھا۔

محمد علاونہ صاحب نے بتایا کہ مَیں نے اپنے ایک بھانجے کے ذریعہ آن لائن درخواست پُر کی جس کے کئی خانے خالی چھوڑنے پڑے۔ نیز میرا بنک بیلنس بہت قلیل تھا۔ ایک سوال تھا کہ آپ لندن میں کتنے پیسے خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اس کے جواب میں مَیں نے لکھا "صفر"۔ کیونکہ ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا۔

ہم نے 2/اگست 2012ء کو درخواست ارسال کی تھی۔ 28/اگست 2012ء کو میری اہلیہ بیت المقدس میں برٹش سفارتخانے میں گئی اور انہیں بتایا کہ ہم نے 2/اگست کو درخواست ارسال کی تھی ابھی تک جواب کے منتظر ہیں۔ سفارتخانے والوں نے کہا کہ آئندہ ایک دو روز میں آپ کو جواب ارسال کر دیا جائے گا۔ 31/اگست کو سفارتخانے والوں نے ہمیں فون کر کے بتایا کہ اپنے پاسپورٹ لے جائیں۔

4/ستمبر کو سفر کرنے کا پروگرام تھا اور اس سے صرف ایک روز قبل پاسپورٹ ملے تھے اور اسی روز ہی جہاز کی سیٹ بھی بک کرانی تھی اس لئے ہمیں ٹکٹ بہت مہنگے مل رہے تھے۔ ہم نے کہا کہ 4/ستمبر کی بجائے ہم 5/ستمبر کو چلے جاتے ہیں شاید اس طرح کچھ سستی ٹکٹ مل جائے۔ اس دن کچھ سیٹیں مل تو گئیں لیکن ابھی میرے فلسطین سے

بیت المقدس جانے کی اجازت لینا باقی تھا اور اس اجازت کے لئے ایک ہفتہ قبل درخواست دینی چاہئے تھی۔ 3 ستمبر کو درخواست دی اور معجزانہ طور پر اس کی اجازت اگلے ہی روز 4 ستمبر کو ہمیں موصول ہوگئی۔

پھر فلسطینی حدود سے اسرائیل میں داخل ہونے کی کارروائی بھی بعض اوقات گھنٹوں میں مکمل ہوتی ہے لیکن یہاں بھی عجیب واقعہ ہوا کہ ہم محض پندرہ منٹ میں ہی فارغ ہوگئے۔

اس کے بعد جب ہم میاں بیوی ریلوے کا ٹکٹ خریدنے لگے تو ایک اور مشکل پیش آئی اور وہ یہ کہ ٹکٹ مشین عبرانی زبان میں معلومات فراہم کررہی تھی اور ہمیں اس زبان کا ایک لفظ بھی نہ آتا تھا۔ زبان کی مشکل حل کرنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو ہماری مدد کے لئے بھیج دیا۔

لیکن ایک اور مشکل سامنے آن کھڑی ہوئی وہ یہ کہ مشین کرنسی نوٹ نہیں لے رہی تھی۔ اس پر اس شخص نے خود ہی ہمیں کہا کہ تم پیسے مجھے دے دو اور میں اپنے کارڈ سے آپ کو ٹکٹ خرید دیتا ہوں۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ مشکل بھی حل کردی۔

جب ہم ائیر پورٹ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ مکرم شریف عودہ صاحب کی بیٹی امۃ الحئ صاحبہ کا بھی آخری لمحے میں سفر کا پروگرام بن گیا تھا اور وہ بھی اسی جہاز پر ہمارے ساتھ جا رہی تھی۔ یوں ائیر پورٹ پر مختلف فارم پُر کرنے میں کافی مدد ہوگئی۔

یروشلم کے ائیر پورٹس پر سیکورٹی چیک بہت سخت ہوتا ہے اور اگر سفر کرنے والا فلسطین سے ہو تو اس کا چیک تو اور بھی سخت ہوتا ہے۔ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ ہمارا یہ مرحلہ بھی بہت آسانی سے طے ہوگیا۔

یہاں سے گزر کر جب پاسپورٹ وغیرہ کی چیکنگ کے لئے گئے تو وہاں بیٹھے ملازم نے چیخ کر میری اہلیہ سے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں اسرائیل سے ہوائی سفر کرنے کی اجازت کس نے دی ہے؟ تم اسرائیل میں داخل کیسے ہوئی؟ تمہارا پاسپورٹ تو اُردن کا ہے اور تم یہاں سے سفر نہیں کرسکتی۔ پھر ایک عربی بولنے والے کے ساتھ فون پر میری بات کرائی گئی۔ اس نے بھی میری بیوی کے لئے یہی کہا کہ وہ اُردنی پاسپورٹ کے ساتھ یہاں کیسے آگئی؟ مَیں اسے جہاز پر سوار ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا ہوں۔ اگر اس نے لندن جانا ہے تو اُردن سے جاؤ۔ بصورت دیگر وہ فلسطینی پاسپورٹ بنوا کر اجازت لے ورنہ سفر نہیں کرسکتی۔

علاونہ صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے دعا کی اور کچھ ہی دیر بعد بغیر کسی قابلِ ذکر وجہ کے آفیسر نے کہا کہ مَیں اس دفعہ تو تمہیں سفر کرنے کی اجازت دے دیتا ہوں لیکن آئندہ کبھی اردنی پاسپورٹ کے ذریعہ یہاں سے سفر نہ کرنا۔

محمد علاونہ صاحب کہتے ہیں میرا ایمان ہے کہ جب خلیفۂ وقت نے ہمیں بلایا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ذروں کو بھی ہمارے لئے مسخر کردیا اور حضور انور کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے تمام کام آسان کردیئے تاکہ ہمارا یہ یقینِ راسخ ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی قادر مطلق ہے اور وہ اپنے نیک بندوں کے لئے جو چاہے کرسکتا ہے۔

ان کی اہلیہ سماح علاونہ صاحبہ کہتی ہیں: میرے خیال میں ہم نے اپنے اس سفر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی "اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر" کی واضح تجلّی دیکھی۔

سفر کی یہ داستان سن کر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:** سچی تڑپ ہو تو اسی طرح ہوتا ہے جس طرح یہ فلسطین سے آئے ہیں۔

✿......**وفد میں موجود ایک خاتون محترمہ فاتن مسعود عودہ صاحبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا:**

میں پہلی دفعہ جلسہ پر آئی اور یہاں پر قطعًا کوئی اجنبیت محسوس نہ کی۔ آپ کی شکرگزار ہوں کہ سب بہن بھائیوں نے ہماری خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ میں سمجھتی ہوں کہ جلسہ ایمان میں ترقی کے لیے ایک روحانی کیمپ تھا۔

حضور انور سے ملاقات کا بڑا شوق تھا اور بات کرنے کا بھی ارادہ تھا مگر ملاقات کے وقت بول نہ پائی۔ مگر میں اس پر بھی مطمئن ہوں۔

✿......**مکرم معاذ عمر عودہ صاحب کبابیر سے آئے تھے۔ انہوں نے کہا:**

خاکسار اپنی طرف سے اور وفد کبابیر کی طرف سے بہترین مہمان نوازی اور خدمت پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔ جذبات کو الفاظ میں بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ ایک دوست پہلی دفعہ آئے تھے انہوں نے کہا کہ یہ سفر ان کی ساری زندگی کا بہترین سفر ہے۔

جلسہ کی کارروائی دیکھنے سننے کے بعد یوں لگتا ہے کہ انسان کی نئی پیدائش ہوئی ہے۔ حضور انور نے ملاقات سے بھی نوازا اور توقع سے زیادہ وقت عطا فرمایا اس کے لئے بھی شکرگزار ہیں۔

✿......**وفد کے ایک ممبر نے کہا** کہ والدین نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ بیوی کے والدین نے بھی بائیکاٹ کیا ہوا ہے کہ تم احمدی ہوگئے ہو۔ مجھ سے بات نہیں کرتے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ** تاریخ دہرائی جارہی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ بھی آپ کی بہت مخالفت کرتی تھیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں دعا کروں گا تم بھی دعا کرو تو پھر انقلاب آیا اور ان کی والدہ نے اسلام قبول کیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ: آپ ثابت قدم رہیں۔ استقامت اختیار کریں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حکمت کے پہلو کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حسبِ موقع ایمان کی جرأت کا مظاہرہ ہونا چاہئے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں پر بہت ظلم ہوئے۔ مسلمان غلام بھی اپنا ایمان ظاہر کرتے تھے۔ آلِ یاسر پر جب ظلم ہو رہا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ اپنا ایمان چھپا لو بلکہ ان کو جنت میں ایک گھر کی خوشخبری دی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

شیخوپورہ پاکستان میں ایک ٹیچر نے بیعت کی تھی۔ سارے خاندان کی مخالفت ہوئی۔ دھمکیاں دی گئیں اور اس ٹیچر کو مخالفین نے شہید کردیا۔ اس کی بیوی کا خط آیا کہ مَیں اپنے خاوند کی شہادت کے بعد اپنے ایمان میں مضبوط ہوں۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے خلافتِ احمدیہ سے تعلق میں مضبوط رہوں گی۔ میں پہلے کمزور تھی لیکن اب خاوند کی شہادت کے بعد بہت مضبوط اور قوی بن گئی ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورانِ ملاقات فرمایا کہ: **جو نئی پودیں آرہی ہیں ان کو سنبھالیں۔ ان کی تربیت کریں۔ انہوں نے آگے اپنی نسلوں کو سنبھالنا ہے۔**

کبابیر اور فلسطین سے آنے والے اس وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات پونے دو بجے تک جاری رہی۔

ترکمانستان سے آنے والے وفد کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات

✿......اس کے بعد ترکمانستان سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔

وفد کی ایک ممبر Mahri صاحبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جلسہ کے تمام انتظامات بہت اچھے تھے۔ ہمیں جس جگہ پر رہائش دی گئی تھی وہ جگہ بہت خوبصورت تھی۔ تمام کارکنان اور رضاکاران نے انتہائی عمدہ سلوک کیا۔ میں نے تمام تقاریر اور نظمیں سنیں کیونکہ اس مرتبہ آواز کا نظام بہت عمدہ تھا۔

موصوفہ نے بتایا کہ **عالمی بیعت ہمیشہ کی طرح مجھے جذباتی کردیتی ہے اور مجھے خدا کے قریب لا کھڑا کرتی ہے۔** ہر سال میں ایک نئی روح کے ساتھ واپس جاتی ہوں۔ جلسہ میں شریک نو مبائعین کی بیعت کرنے کے متاثرکُن واقعات سننے کا بھی موقع ملا۔ **اس جلسہ کا سب سے شاندار وقت وہ ہوتا ہے جب ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کرنے کا موقع ملتا ہے۔** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روشن چہرہ اور آپ کا بات کرنے کا انداز انتہائی مسحورکن لمحات بخشتا ہے۔ اس سال کا جلسہ ہر لحاظ سے بہت اچھا رہا۔ جلسہ ختم ہوتے ہی مجھے اگلے سال کے جلسہ کا بے چینی کے ساتھ انتظار ہے۔

✿......یہ ملاقات دو بجے تک جاری رہی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن تشریف لا کر نمازِ ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔

✿......نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

✿......پروگرام کے مطابق سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

✿......بعد ازاں فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج شام کے اس سیشن میں کُل 48 فیملیز کے دو سو بیس سے زائد افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ یہ فیملیز دنیا کے مختلف ممالک دبئ، کینیڈا، فرانس، آسٹریلیا، جرمنی، ماریشس، ناروے، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، انڈونیشیا، غانا، امریکہ، بیلجیئم، لکسمبرگ، ساؤتھ افریقہ اور بعض دیگر عرب ممالک سے جلسہ سالانہ لندن میں شمولیت کیلئے پہنچیں تھیں۔ اس کے علاوہ ملاقات کی سعادت پانے والوں میں پاکستان سے سیالکوٹ، لاہور، جھنگ، راولپنڈی، اسلام آباد اور کراچی سے آئی ہوئی فیملیز بھی شامل تھیں۔

ملاقاتوں کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء و طالبات کو قلم کے تحفہ سے نوازا جبکہ چھوٹے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ہر فیملی نے ملاقات کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی بھی سعادت حاصل کی۔

ملاقاتوں کا یہ سلسلہ پونے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل تشریف لا کر نمازِ مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ جو کہ جماعت کے بہت بڑے اور عظیم اداروں میں سے ایک ادارہ ہے اور جس کی شاخیں اب دنیا کے کئی ممالک میں پھیل چکی ہیں اُس کی برطانیہ کے جامعہ احمدیہ کی شاخ کی نئی عمارت کا یا نئی جگہ کا آج رسمی افتتاح ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جہاں وہ جماعت کی وسعت بڑھا رہا ہے وہاں اس کے پیسے میں بھی بہت برکت ڈال رہا ہے۔ اب یہی جگہ جو آج سے چار سال پہلے جس قیمت پر میسر تھی، اُس سے آدھی قیمت پر مہیا ہوگئی۔ اور یہی برکتیں ہیں جو جماعت کے پیسے میں پڑتی ہیں۔

آج اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کے زمانے میں یہ تربیت کے سامان پیدا فرمائے ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ جامعات کھل رہے ہیں

اپنے آپ کو اس نہج پر تیار کریں کہ دنیا کی تربیت اور تبلیغ کے لئے آپ نے اپنی ہر قربانی دینی ہے۔ میدانِ عمل میں جب جائیں تو محنت کے وہ اعلیٰ معیار قائم کریں کہ دنیا کے لئے ایک نمونہ ہو۔

ہمارے علماء سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ بہت ساری باتوں پر توجہ دینے والے ہوں۔ دین کا علم بھی گہرائی میں جا کر ہو۔ دنیا کے جو کرنٹ افیئرز (Current Affairs) ہیں ان کا علم بھی آپ کو ہو۔ اور اس پر توجہ بھی ہو۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک دو مضامین کا علم حاصل کرنا مقصد نہیں ہے بلکہ حتی الوسع زیادہ سے زیادہ علوم کو سیکھنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ظاہری حالت بھی آپ کی ایک بہترین مومن کی حالت ہونی چاہئے۔ آپ کا ظاہری رکھ رکھاؤ بھی اچھا ہو۔ دوسروں سے فرق ہو۔ آپ کا لباس بھی انتہائی مناسب، مہذب ہو۔ سوبر (Sober) نظر آئیں۔

جو دین کے لئے وقف ہوئے ہیں، جو دین کا علم سیکھ رہے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم دینی لحاظ سے دوسروں سے بہت آگے ہیں، اُن کے لئے سب سے بڑھ کر اس نمونے کو قائم کرنے کی ضرورت ہے جس سے خیرِ اُمّت ہونے کا اظہار ہو رہا ہو۔ خیرِ اُمّت ہونے کے نمونے دکھائیں گے تو پھر خیرِ اُمّت ہونے کے پھل بھی کھائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ بھی ہمیشہ رکھیں۔ کوئی دن ایسا نہ ہو جو آپ نے کسی نہ کسی کتاب کے کسی نہ کسی حصہ کا مطالعہ نہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پر کامل یقین ہے تو خدا تعالیٰ پھر کبھی آپ کو ضائع نہیں کرے گا اور نہ کبھی اُس نے کیا ہے۔

ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں اور کسی بھی قسم کا آپ کا جھکنا انسانوں کے آگے نہیں ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو وہ کچھ بنائے جو جامعہ احمدیہ یا مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی اور جس کے لئے آپ نے دعا کی تھی۔ آپ خلیفۂ وقت کے سلطان نصیر ہوں۔ آپ خلافت کی حفاظت کے لئے ننگی تلوار ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ میں سے ہر ایک کو وہ گوہر عطا کرے جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی نظر میں قابل قدر ہے۔

Haslemere میں جامعہ احمدیہ یوکے کی نئی عمارت کے افتتاح کے موقع پر 21 /اکتوبر 2012ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَه
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ جو کہ جماعت کے بہت بڑے اور عظیم اداروں میں سے ایک ادارہ ہے اور جس کی شاخیں اب دنیا کے کئی ممالک میں پھیل چکی ہیں اُس کی برطانیہ کے جامعہ احمدیہ کی شاخ کی نئی عمارت کا یا نئی جگہ کا آج رسمی افتتاح ہو رہا ہے۔ جامعہ احمدیہ یوکے تقریباً سات سال پہلے یا آٹھ سال پہلے لندن میں ایک عمارت میں شروع ہوا تھا جو شروع میں تو بہت بڑی نظر آتی تھی اور آہستہ آہستہ جب تعداد بڑھنی شروع ہوئی، طلباء آنے شروع ہوئے، کلاسیں زیادہ ہونی شروع ہوئیں تو وہ جگہ چھوٹی نظر آنے لگی۔ اُس میں انتظامیہ نے بڑی محنت سے، بڑی کوشش کر کے بہت ساری جگہوں کو قابلِ استعمال بنا کر وقتی طور پر اپنی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کہاں تک؟ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی جو بارش جماعت احمدیہ پر ہو رہی ہے اُس کو سنبھالنے کے لئے اللہ تعالیٰ تو چاہتا تھا کہ تم بھی اپنے دلوں میں بھی اور اپنی جگہوں میں بھی وسعت پید کرو۔ وَسِّعْ مَکَانَکَ (تذکرہ صفحہ نمبر 41 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ) کی طرف توجہ کرو اور پھر اس طرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی توجہ ہوئی۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس توجہ کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو جو تقریباً بتیس (32) ایکڑ زمین پر مشتمل ہے اور اس میں بڑی وسیع عمارت بھی ہے جس میں ہوسٹل کی جگہ بھی میسر آ گئی۔ اگر تمام کلاسوں کے لئے اَور بھی مزید طلباء آ جائیں تو میسر آ سکتی ہے۔ کلاس رومز کی جگہ بھی میسر آ گئی اور بڑے اچھے خوبصورت کلاس رومز مل گئے۔ ہوسٹل میں بھی بڑے اچھے کمرے طلباء کو میسر آ گئے۔ باقی سہولتیں بھی ہیں۔ سٹاف کے لئے کچھ فلیٹس یا اپارٹمنٹ بھی مل گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس ارادے کے ساتھ ہی یہ ایک انتظام فرما دیا کہ ہم نے اپنے دلوں کو بھی کھولنا ہے اور اپنی جگہوں کو بھی کھولنا ہے۔ اور پھر اس جگہ میں جہاں تک شنید ہے یہ بھی ہے کہ مزید بعض تعمیرات کی اجازت بھی پہلے سے موجود ہے۔ تو اس لحاظ سے آئندہ کی ضرورت بھی پوری ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نئی جگہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

لیکن جو طلباء یہاں پڑھ رہے ہیں یا پڑھ کر یہ پہلا بَیچ (Batch) جو نکلا ہے، اُن کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس جس طرح اللہ تعالیٰ وسعتیں پیدا کر رہا ہے اور ضروریات کو بڑھانے کے ساتھ ضروریات کو پورا بھی فرما رہا ہے، اُسی طرح ہماری ذمہ داری بھی بڑھ رہی ہے اور یہ احساس ذمہ داری ہر طالبعلم میں ہر روز ایک نئے انداز سے ابھرنا اور پیدا ہونا چاہئے۔ تبھی آپ مستقبل کی ضروریات کو اور وسعتوں کو پورا کرنے کی کوشش کر سکیں گے۔

یہاں پڑھنے والے طلباء ہمیشہ یاد رکھیں کہ جامعہ احمدیہ پر جماعت ایک بہت بڑی رقم خرچ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جہاں وہ جماعت کی وسعت بڑھا رہا ہے وہاں اس کے پیسے میں بھی بہت برکت ڈال رہا ہے۔ اب یہی جگہ جو آج سے چار سال پہلے جس قیمت پر میسر تھی، اُس سے آدھی قیمت پر مہیا ہوگئی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے ایسے سامان پیدا کر دیئے اور یہی برکتیں ہیں جو جماعت کے پیسے میں پڑتی ہیں جس کا خیال یہاں پڑھنے والے ہر طالبعلم کو رکھنا چاہئے کہ جماعت جس طرح خرچ کر رہی ہے، جس طرح اُنہیں اپنے مبلغین اور مربیان بنانے کی طرف توجہ دے رہی ہے اُسی طرح ہمیں بھی اس ذمہ داری کو سنبھالنے کے لئے بہت زیادہ توجہ اور محنت کی ضرورت ہے۔ اس لئے یاد رکھیں کہ آپ نے خاص طور پر یہ توجہ دینی ہے۔

آج دنیا میں کہیں بھی رہنے والے جماعت احمدیہ کے جو افراد ہیں، اُن کی تربیت کی ذمہ داری بھی آپ پر ہے۔ یوکے میں پڑھنے والے صرف یوکے کی جماعت کی تربیت کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ بلکہ آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جو دوسرے ممالک سے آئے ہوئے ہیں۔ ہوسکتا ہے اُن کو انہی ممالک میں واپس بھیجا جائے یا پھر تبلیغ اور تربیت کے کام کے لئے دنیا کے مختلف ممالک میں بھیجا جائے۔

پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ پر ہے۔ اور پھر یہیں پر بس نہیں۔ جس جس طرح جماعت کی تعداد میں ترقی ہو رہی ہے، بڑھ رہی ہے اور لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں میں جماعت میں شامل ہو رہے ہیں، اُن کی تربیت کی ذمہ داری بھی آپ کی ہے۔ قرونِ اولیٰ میں یا ابتدائی زمانے میں اسلام کے پہلی چند صدیوں کے بعد یا شروع صدی میں بلکہ جب بہت بڑی تعداد اسلام لے کر آئی تو اُن کی بہت سی اپنی روایات اور اپنے نظریات، اپنے مذہب کی باتیں بھی اسلام میں داخل ہو گئیں اور اُنہی سے بدعات پیدا ہوتی چلی گئیں۔ پس یہ اس وجہ سے ہوا کہ اُس وقت تربیت کے لئے سامان مہیا نہیں تھے اور آج اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کے زمانے میں یہ تربیت کے سامان پیدا فرمائے ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ جامعات کھل رہے ہیں۔ اور اس سامان کے لئے آپ لوگوں نے اپنے آپ کو پیش کیا اور آپ کو اللہ تعالیٰ تیار کر رہا ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ مدّنظر رکھیں کہ جامعہ احمدیہ کی عمارت بڑی ہونا یا جگہ بڑی ہونا، آپ کو اچھا ماحول میسر آ جانا یہ آپ کے لئے کافی نہیں ہے۔ آپ کے لئے تب تسلی کے سامان ہوں گے، آپ کو تب دلوں کی تسلی ہونی چاہئے جب اپنے آپ کو اس نہج پر تیار کریں کہ دنیا کی تربیت اور تبلیغ کے لئے آپ نے اپنی ہر قربانی دینی ہے۔ اس احسن رنگ میں تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر آپ لوگ یہاں آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں فرمایا ہے کہ تفقّہ فی الدین حاصل کرو اور یہ تفقّہ فی الدین کے لئے ہی آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے جیسا کہ فرمایا لِیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ (التوبہ:122) وہ دین کا علم حاصل کریں۔ اور آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اس دین کا علم حاصل کرنے کے لئے پیش کیا۔ کیوں؟ تا کہ اپنی قوم کو خبردار کریں۔ تا کہ دنیا کو خبردار کریں۔ جب یہاں سے دین کا علم حاصل کر کے آپ فارغ ہو کے اپنے ملکوں میں لوٹیں گے یا جہاں کہیں بھی آپ کی تعیناتی کی جائے گی تو اس لئے کہ شاید اس طرح دنیا ہلاکت سے بچ جائے۔ آپ کا یہ دین کا علم حاصل کرنا، آپ کا اس ادارہ میں پڑھنا اور ہر مربی اور مبلغ جو ہمارا ہے، اُس کا یہ دین کا علم حاصل کرنا اس لئے ہوتا ہے کہ دنیا کو ہلاکت و تباہی سے بچائے۔ پس یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر ڈالی ہے اور خود آپ نے اس کو حاصل کرنے کے لئے، ذمہ داری کو اُٹھانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ پس اس کا احساس ہر وقت اپنے دل میں قائم رکھیں۔ جب آپ نے اپنے آپ کو خوشی سے اس کام کے لئے پیش کیا ہے تو پھر آپ کا یہ فرض بنتا ہے اور دنیا کا یہ حق ہے جو وہ آپ سے مانگ رہی ہے کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اپنی اس تعلیم کو حاصل کریں اور یہ علم حاصل کریں، دنیا تک پہنچائیں اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے ہمیشہ تیار رہیں۔ میدانِ عمل میں جب جائیں تو محنت کے وہ اعلیٰ معیار قائم کریں کہ دنیا کے لئے ایک نمونہ ہو۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے تفقّہ فی الدین کا حکم دیا ہے تو اس کے لئے بھی اُسی وقت تفقّہ فی الدین ہو گا جب آپ احساس ذمہ داری کے ساتھ اپنی تعلیم پر بھی مکمل توجہ دے رہے ہوں گے۔ اپنے وقت کو زیادہ سے زیادہ اس طرح آرگنائز کریں گے کہ دین کا علم زیادہ سے زیادہ سیکھ سکیں تا کہ جتنی جلد ہو، جتنا بہترین اور زیادہ علم آپ حاصل کر سکیں، وہ حاصل ہو جائے۔ صرف ایک مضمون یا دو مضمون پڑھنے کی بات نہیں ہوگی۔

ہمارے علماء سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ بہت ساری باتوں پر توجہ دینے والے ہوں۔ دین کا علم بھی گہرائی میں جا کر ہو۔ اسی طرح لائبریری میں آپ کے اخبار اور رسالے آتے ہیں۔ دنیا کے جو کرنٹ افیئرز (Current Affairs) ہیں ان کا علم بھی آپ کو ہو۔ اور اس پر توجہ بھی ہو۔ ہر علم جو آپ حاصل کریں، ہر مضمون جو آپ پڑھیں، اُس کی گہرائی میں جانے کی کوشش کریں۔ ابھی سے یہ عادت پیدا ہوگی اور پھر جب آپ آئندہ عملی زندگی میں قدم رکھیں گے تو اس میں مزید اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک دو مضامین کا علم حاصل کرنا مقصد نہیں ہے بلکہ حتی الوسع زیادہ سے زیادہ علوم کو سیکھنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ گو کہ اس زمانے میں تخصّص کی طرف بہت توجہ دی جاتی ہے۔ سپیشلائزیشن کی طرف بہت توجہ دی جاتی ہے اور ہمارے طلباء بھی اس میں توجہ دیتے ہیں بلکہ خاص منصوبے کے تحت بعض مضامین میں اُنہیں تخصص کروایا جاتا ہے۔ لیکن اپنے مضمون میں یہ جو تخصّص ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ کو دوسرے مضامین کا بھی کچھ نہ کچھ علم ہونا چاہئے۔ اور اسی طرح جو دنیا کی صورتحال ہے، دنیا کے حالات ہیں اُن کا بھی علم حاصل ہونا چاہئے تا کہ صحیح رنگ میں دنیا کی رہنمائی کر سکیں۔

اسی طرح علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی ظاہری حالت بھی ایک بہترین مومن کی حالت ہونی چاہئے۔ آپ کا ظاہری رکھ رکھاؤ بھی اچھا ہو۔ دوسروں سے فرق ہو۔ آپ کا لباس بھی انتہائی مناسب، مہذب ہو۔ سوبر (Sober) نظر آئیں۔ گو آپ کی لڑکپن کی عمر ہے لیکن اس لڑکپن کی عمر میں آپ کے لڑکپن میں اور ایک دنیادار لڑکے میں یا آپ کی عمر کے لڑکے میں ایک فرق ہونا چاہئے کیونکہ آپ نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی خاطر خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے پیش کیا ہے۔ اُن اخلاق کو دنیا کو سکھلانے کے لئے (پیش کیا ہے) جن کو دنیا بھول بیٹھی ہے۔ پس ظاہری رکھ رکھاؤ میں بھی فرق ہو۔ آپ کے لباس میں بھی فرق ہو۔ آپ کا اُٹھنا بیٹھنا بھی دوسروں سے فرق ہو۔ آپ کی بات چیت کا انداز بھی دوسروں سے مختلف ہو۔ بیہودہ اور غلط قسم کی زبان کبھی استعمال نہ ہو۔ آپ کی زبان میں ہمیشہ پاکیزگی ہو۔ انتہائی اعلیٰ اخلاق کا آپ سے مظاہرہ ہو رہا ہو۔ جب آپ ہوسٹل میں رہتے ہیں، آپس میں دوستوں میں اُٹھتے بیٹھتے ہیں تو یہیں آپ کو یہ عادت پڑے گی کہ ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہوئے آپ کے انداز بدل جائیں۔ بات چیت کے جو انداز لے کر آپ یہاں آئے تھے اگر وہ اچھے تھے تو اُن میں مزید ترقی پیدا ہو۔ اگر اُن میں کوئی کمی تھی تو اُن میں بہتری پیدا ہو۔ پس یہ جامعہ احمدیہ کے ایک طالبعلم کی ذمہ داری ہے۔ آپ کے کھانے پینے کے آداب اور اخلاق دوسروں سے مختلف ہوں۔ کیونکہ صرف کھانا پینا اور سونا تو ایک انسان کی حالت نہیں ہے۔ یہ حالت تو جانوروں کی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔

ہر معاملے میں آپ کا رویّہ آپ کے اعلیٰ اخلاق کی تصویر کھینچ رہا ہو۔

اب جہاں آپ کا جامعہ احمدیہ ہے یہاں سے چند میل کے فاصلے پر چھوٹا سا جو شہر ہے، یہاں شہر میں بھی آپ کا نمونہ ہونا چاہئے۔ ان لوگوں کو تو آپ کا پتہ نہیں ہے کیونکہ یہاں شاید ہی کوئی ایشین آباد ہو اور آپ میں سے اکثر جو طلباء ہیں وہ ایشین اوریجن (Asian Origin) کے لوگ ہیں۔ پاکستان، ہندوستان، سری لنکا یا اس طرح ملکوں سے آئے ہوئے ہیں۔ تو آپ جب شہر میں جائیں، آپ کے اعلیٰ اخلاق دیکھ کر لوگوں کی توجہ آپ کی طرف پیدا ہو۔

مجھے کسی نے بتایا کہ کچھ دن ہوئے جامعہ احمدیہ کے لڑکے شہر میں گئے تو ایک چھوٹا بچہ، بڑا حیران ہو کر اُن کو دیکھنے لگا اور ساتھ ساتھ گن بھی رہا تھا اور جب آخری لڑکا وہاں سے گزرا تو اُس نے کہا یہ فورٹی ون (Forty One) ہیں۔ یعنی اُس دن اکتالیس لڑکے گئے اور اُس نے گن لئے۔ اُس کو یہ توجہ پیدا ہوئی اور یہ توجہ دوسروں کو بھی پیدا ہوگی۔ وہ دیکھیں گے کہ یہ اکتالیس لڑکے یا پچاس لڑکے یا ساٹھ لڑکے یا سو لڑکے یا چاہے تھوڑے لڑکے بھی ہوں دس پندرہ جو آئے ہیں تو یہ کس قسم کے لوگ ہیں؟ لیکن جب آپ کے اعلیٰ اخلاق دیکھیں گے، آپ کا بازاروں میں چلنا دیکھیں گے، آپ کا اُٹھنا بیٹھنا دیکھیں گے، آپ کے بازار میں چلنے کے اور لوگوں کے حق دینے کے اچھے اسلوب دیکھیں گے تو اُن پر اثر ہوگا۔ انبیاء پر بھی یہی الزام لگاتے ہیں ناں کہ یہ کیسا نبی ہے، یہ تو بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ لیکن وہی نبی جب بازاروں میں چلتا ہے تو ہر جگہ سلامتی پھیلاتا چلا جاتا ہے اور اُسی نبی کے اُسوہ پر عمل کرنے والے آپ لوگ ہیں جو بازاروں میں سلامتی پھیلاتے چلے جانے والے ہوں۔ پس اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیں۔

اس ضمن میں یہ بھی مَیں کہہ دوں کہ بازار میں جانا، یہ کوئی بری بات نہیں۔ جانا چاہئے بلکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ روزانہ ایک کلاس کو انتظامیہ کو اجازت دینی چاہئے کہ وہ یہاں شہر میں جائے اور آدھے پونے گھنٹے کے لئے پھریں اور ویک اینڈ (Weekend) پر جو ہوسٹل میں لڑکے رہتے ہیں، اُن کو بھیجنا چاہئے۔ یہ چیز تبلیغ کا ذریعہ بنے گی۔ یہ چیز آپ کو متعارف کروائے گی۔ صرف پابندیاں لگا کر یہاں بٹھا دینے سے اعلیٰ اخلاق کا اظہار نہیں ہوگا۔ اعلیٰ اخلاق کا اظہار تب ہوگا جب آپ کیلئے میدان کھلا ہو۔ پھر آپ اپنے جذبات کو، احساسات کو، اخلاق کو، اعلیٰ نہج پر چلاتے ہوئے ایک نمونہ بن کر دکھائیں۔ پس یہ ہمیشہ یاد رکھیں۔ یہ باتیں جو ہیں یہ اُسی طرح اہم ہیں جس طرح آپ کا علم حاصل کرنا اہم ہے۔ علم کے ساتھ ساتھ اگر یہ چیزیں نہیں ہوں گی تو جیسا کہ پہلے بھی مَیں بیان کر چکا ہوں کہ آپ کا حال غیر از جماعت علماء کی طرح ہوگا، علم تو ہے لیکن عمل نہیں۔ ایک پھل تو ہے لیکن اُس کا خالی شیل (Shell) ہے۔ کھوکھا ہے اُس کے اندر مغز نہیں ہے۔ پس آپ نے ایسے لوگ بننا ہے جن کا عمل بھی ہو اور علم بھی ہو۔

پس ایک اچھے مبلغ بننے کے لئے، ایک اچھے مربی بننے کے لئے آپ کو اپنے اندر یہ تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ پھر یہی طریق ہے جس سے، مَیں نے کہا، آپ دنیا کی اصلاح کر سکتے ہیں، ماحول کی اصلاح کر سکتے ہیں، اپنے فرائض کو احسن رنگ میں سرانجام دے سکتے ہیں یا اُس ذمہ داری کا حق ادا کر سکتے ہیں جس کے ادا کرنے کے لئے آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اسی طرح علم اور عمل سے آپ دنیا کو شیطان سے پاک کر سکتے ہیں، برائیوں سے پاک کر سکتے ہیں یا کم از کم ایک حد تک کوشش کر کے دنیا کے ایک حصے کو برائیوں سے پاک کر سکتے ہیں۔ اور یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو جامعہ کے طلباء پر عائد ہوتی ہے۔ ہر مربی اور مبلغ پر عائد ہوتی ہے۔ اگر آپ نے یہ اصلاح نہ کی، اگر اس طرح اپنے علم اور عمل کو نہ ڈھالا تو دنیا آپ پر انگلیاں اُٹھائے گی، اشارے کرے گی کہ دعوے اَور ہیں، دعوے تو بہر حال دنیا کو پتہ لگ جاتے ہیں۔ آپ جب باہر جائیں گے تو یہاں کے لوگ تحقیق کریں گے۔ اس ماحول میں ہی تحقیق کریں گے۔ یہ آپ کے چھوٹے سے نمونے کی صرف ایک مثال ہے، یوں سمجھیں آپ کے لئے ایک لیبارٹری ہے جہاں آپ کے اکسپیریمنٹ (Experiment) ہو رہے ہیں۔ یہ شہر بھی اُس لیبارٹری کا حصہ ہے۔ یہیں سے آپ کو کہیں گے اچھا یہ لوگ ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں؟ ان کا کیا دعویٰ ہے؟ یہ اسلام کی کیا تعلیم پیش کرتے ہیں؟ اور پھر جب دیکھیں گے کہ عمل اور دعوے میں فرق ہے تو پھر انگلی اُٹھے گی اور آپ نے کوشش کرنی ہے کہ کوئی انگلی آپ پر اعتراض کرتے ہوئے نہ اُٹھے۔ کیونکہ آپ پر اگر انگلی اُٹھے گی تو یہ انگلی زمانے کے امام پر اُٹھے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر انگلی اُٹھے گی۔ کیونکہ آپ نے اُس تعلیم کو آگے بڑھانے کا دعویٰ کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے تھے۔

پس ہمیشہ خیال رکھیں کہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ پر عائد ہوتی ہے۔ اپنے ہاتھ کو حضرت طلحہؓ کا ہاتھ سمجھیں جو نہ صرف آپ نے اس زمانے کے امام کی حفاظت کے لئے اُٹھایا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے بھی آپ کا ہاتھ اُٹھنا چاہئے۔ اسلام پر آج اعتراض ہو رہے ہیں، اُن اعتراضوں کے جواب بھی

آپ کے علم و عمل سے ہی ہوں گے۔ اور عمل اس میں بہت زیادہ کاؤنٹ (Count) کرتا ہے۔ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں۔ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ اب آپ کی عزت یا آپ کا وقار یا آپ کا رہن سہن آپ کا نہیں رہا بلکہ یہ اب زمانے کے امام کی عزت کا سوال ہے، یہ اسلام کی عزت کا سوال ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کے جو اعتراضات ہیں اُن کے جواب دینے کا سوال ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم رکھنے کا سوال ہے۔ پس اس ذمہ داری کے احساس کے ساتھ آپ کو اپنی زندگیاں گزارنی چاہئیں ورنہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ دنیا کو تو جیسا کہ مَیں نے کہا، پتہ لگ جائے گا کہ آپ کا دعویٰ کیا ہے۔ دنیا پھر یہی کہے گی کہ پہلے اپنی اصلاح کرو۔ پھر دنیا کی اصلاح کی طرف توجہ دینا۔

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں جو سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:111) کہ تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدے کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

پس خیر اُمّت ہونے کا یہ نمونہ آپ نے دکھانا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہر مسلمان کے لئے خیر اُمّت ہونے کا یہ حکم ہے۔ ہر مسلمان جو کلمہ طیبہ پڑھتا ہے، اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے اس کو خیر اُمّت کا نمونہ بننا چاہئے۔ لیکن اُن خاص آدمیوں کے لئے، اُن لوگوں کے لئے جو دین کے لئے وقف ہوئے ہیں، جو دین کا علم سیکھ رہے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم دینی لحاظ سے دوسروں سے بہت آگے ہیں، اُن کے لئے سب سے بڑھ کر اس نمونے کو قائم کرنے کی ضرورت ہے جس سے خیر اُمّت ہونے کا اظہار ہو رہا ہو۔ خیر اُمّت ہونے کے نمونے دکھائیں گے تو پھر خیر اُمّت ہونے کے پھل بھی کھائیں گے۔ وہ نعمتیں بھی ملیں گی جو اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں سے وابستہ کی ہیں جو اُن انعاموں کے مستحق ہوتے ہیں جو خیر اُمّت کے لئے رکھے گئے ہیں۔ بہترین مسلمان کے لئے رکھے گئے ہیں۔ بہترین مومن کے لئے رکھے گئے ہیں۔

پس آج آپ اپنے آپ کو دنیا کے سامنے نمونہ بنانے کے لئے اس ادارے میں آئے ہیں۔ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ بہت بڑا مقصد ہے جس کو لے کر آپ اس ادارے میں آئے ہیں۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے آپ نے بھرپور کوشش کرنی ہے اور وہ طلباء جو اس سال فارغ التحصیل ہوئے ہیں، یہاں سے فارغ ہوئے ہیں، گریجویشن کی ہے اُن کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اب انہوں نے دنیا میں اس مقصد کے ساتھ اپنے نمونے قائم کرنے ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اپنے نمونے قائم کرنے ہیں اور دنیا کو بتانا ہے کہ ہم کیا چیز ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اگر یہ نہیں کرتے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر حَرف آتا ہے۔ آپ نے تو ایک عام احمدی کو فرمایا ہے، مفہوم یہی ہے کہ یہ حرکتیں کر کے ہمیں بدنام نہ کرو۔ ہماری طرف منسوب ہو کے ہمیں بدنام نہ کرو۔ تو ایک وہ شخص جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں تو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہونے کے لئے اس ادارے میں داخل ہوا ہوں اور یہاں سے فارغ ہو کر نکلنے کے بعد مَیں نے دنیا کی اصلاح کا بیڑا اُٹھانا ہے اُس پر کتنی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس بدنامی کا موجب نہ بنے۔ آپ نے دنیا کو یہ دکھانا ہے، اس کی مثال آپ دے سکتے ہیں کہ آپ جماعت احمدیہ کی کریم (Cream) ہیں۔ وہ لوگ ہیں جن کو دین کا علم بھی ہے اور جن کے اعلیٰ اخلاق بھی ہیں اور جنہوں نے ہر قسم کی قربانی کرتے ہوئے دنیا میں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کرنی ہے۔ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عہد کیا ہے کہ اب ہماری زندگیاں ہماری نہیں رہیں بلکہ ہم مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی خاطر قربان ہونے کے لئے، جماعت کی خاطر قربان ہونے کے لئے، خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے، اپنے آپ کو پیش کرنے والے ہیں۔ ہم نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کو دے دی ہیں۔ ہم نے اپنی جانوں کو بیچ دیا ہے اور اب ہمیں اپنی جانوں پر کوئی تصرف نہیں ہے۔

پس ہمیشہ اگر اس بات کی جگالی کرتے رہیں گے تو پھر ہی آپ کی خواہشات آپ کی نہیں رہیں گی بلکہ آپ کی ہر سوچ آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنانے والی ہو گی۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ آپ یاد رکھیں کہ آپ نے اگر اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے وقف کی ہیں تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرنی ہے۔ جتنی جتنی جس میں استعدادیں ہیں اُس حد تک اُس کے حصول کی کوشش کرنی ہے اور پھر جب یہ کوشش ہو گی تو اللہ تعالیٰ پھر استعدادیں بھی بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ پس ایک مومن کا ہر قدم آگے ہی بڑھتا گیا ہے لیکن وہ مومن جو جیسا کہ مَیں نے کہا کریم (Cream) ہیں، اُن کے قدم تو بہت تیزی سے آگے بڑھنے چاہئیں۔ آپ نے جیسا کہ مَیں نے کہا اپنے نفس کو بیچ دیا ہے۔ اب کوئی نفسانی خواہشات آپ کی نہیں ہونی چاہئیں۔ یہ سبق اس ادارے میں سیکھیں گے تو پھر ہی آپ میدانِ عمل میں کامیاب ہوں گے اور اسی کی عادت آپ چھ سات سال میں ڈالیں گے تبھی آپ کا وہ علم جو آپ نے حاصل کیا ہے وہ آپ کے لئے فائدہ مند ہو گا اور وہی جماعت کے لئے فائدہ مند ہو گا اور پھر اگر اس پر لاکھوں پاؤنڈ بھی خرچ ہوتے ہیں تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی کیونکہ ایک بہترین نمونہ بن کر، آپ جماعت کا ایک بہت بڑا ایسٹ (Asset) بن کر باہر نکل رہے ہوں گے۔

یہاں اساتذہ سے بھی مَیں کہوں گا کہ یہ اب عمل کا اور علم کا، بہترین واقفینِ زندگی بننے کا سبق دے رہے ہیں تو اپنے عملوں کو بھی اُس کے مطابق ڈھالیں تبھی آپ کے طلباء بھی بہترین واقفِ زندگی بن کے نکلیں گے۔

خدا تعالیٰ کی ذات پر اور اُس کی صفات پر یقینِ کامل پیدا کریں۔ اس کے لئے قرآنِ کریم سے سیکھنے اور علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ حدیث سے بھی حصہ لیں گے، سنّت پر بھی غور کریں گے اور اس زمانے میں ان سب کی صحیح تشریح اور وضاحت اور تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ بھی ہمیشہ رکھیں۔ کوئی دن ایسا نہ ہو جو آپ نے کسی نہ کسی کتاب کے کسی نہ کسی حصہ کا مطالعہ نہ کیا ہو۔ رات کو تب آپ نے سونا ہے جب آپ کم از کم کچھ نہ کچھ حصہ کسی کتاب کا مطالعہ کر چکے ہوں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ بیشک آپ کی دنیاوی خواہشات ختم ہو چکی ہیں، بیشک اپنے نفس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر توجہ دینی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صفات پر کامل یقین ہے تو پھر خدا تعالیٰ کبھی آپ کو ضائع نہیں کرے گا اور نہ کبھی اُس نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر ہمیشہ ایسے لوگوں کو اپنے فضل سے اس طرح نوازتا ہے کہ اُن کی ہر قسم کی ضروریات بھی پوری ہوتی رہتی ہیں، اُن کی خواہشات بھی پوری ہوتی ہیں۔ اُن کی غلط قسم کی نفسانی خواہشات خودبخود ختم ہو جاتی ہیں۔ اُن کی دنیاوی ضروریات اگر ہیں اور جائز ضروریات ہیں تو وہ بھی خدا تعالیٰ خود پوری کر دیتا ہے۔

پس ہمیشہ اس بات کو مدّنظر رکھیں اور ان صفات پر یقین پیدا کرتے ہوئے اپنی عبادات میں بھی اس کو سامنے رکھیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں اور کسی بھی قسم کا آپ کا جھکنا انسانوں کے آگے نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کا مطمحِ نظر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (البقرہ: نمبر:149) آپ کا مطمحِ نظر ہونا چاہئے اور ہر ایک کے لئے ایک مطمحِ نظر ہوتا ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ ہمیشہ یہ چیز آپ کے سامنے ہونی چاہئے۔ اس کے حصول کے لئے کوشش کریں۔ جیسا کہ میں نے کہا آپ تمام دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ خیر امت بنائے گئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس اس کے حصول کی کوشش کریں۔ آپ کا مقابلہ تمام دنیا کے ساتھ ہے۔ اس لئے بلند مطمحِ نظر ہو گا، نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقینِ کامل ہو گا، اللہ تعالیٰ کی صفات پر یقین کامل ہو گا تو تبھی دنیا کا مقابلہ کر سکتے ہیں، ورنہ نہیں۔ ایک انسان، ایک عاجز انسان کیا چیز ہے اور ہماری جماعت تو دنیا میں ابھی بھی سب سے چھوٹی جماعت ہے۔ ہمارے وسائل بھی بہت محدود ہیں لیکن ہمارے مقصد عظیم ہیں اور یہ مقابلہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے کرنا ہے اور دنیا کو فتح کرنا ہے۔ اس لئے اپنا مطمحِ نظر ہمیشہ بلند رکھیں اور مطمحِ نظر یہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نیکیوں میں سبقت لے جاؤ، آگے بڑھتے چلے جاؤ۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو وہ کچھ بنائے جو جامعہ احمدیہ یا مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی اور جس کے لئے آپ نے دعا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بیشمار فضلوں سے نوازے۔ آپ اپنے بلند مقام اور ذمہ داریوں کو سمجھنے والے ہوں۔ آپ عاجزی کی انتہاؤں کو چھونے والے ہوں کہ یہ بھی ایک بہت ضروری چیز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے خوشنودی کا جو ایک بہت عظیم سرٹیفکیٹ صرف اس بات پر دیا تھا کہ آپ نے عاجزی دکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ ''تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں''۔

(تذکرہ صفحہ نمبر 595 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پس ان عاجزانہ راہوں کو چننے کی کوشش کریں۔ آپ علم و معرفت کی بلندیوں کو حاصل کرنے والے ہوں تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مصداق بنیں۔ آپ خلیفۂ وقت کے سلطان نصیر ہوں۔ آپ خلافت کی حفاظت کے لئے ننگی تلوار ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ میں سے ہر ایک کو وہ گوہر عطا کرے جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی نظر میں قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور یہ ادارہ بھی جس میں اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں اپنے فضل سے رقبے کے لحاظ سے بھی اور عمارت کے لحاظ سے بھی وسعت عطا فرمائی ہے، اس کے طلباء بھی اپنے علم و عمل میں اضافہ کرتے چلے جانے والے بنیں اور یہ ایک کامیاب ادارہ کہلانے والا ہو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اب دعا کرلیں۔

......☆......☆......☆......☆......☆......

جامعہ احمدیہ یو کے کے طلباء حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت معیّت میں (21 ر اکتوبر 2012ء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 دسمبر 2009ء میں مکرم رانا سلطان احمد خان صاحب محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا ذکرخیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ سے میرا ذاتی تعلق 1975ء کے جلسہ سالانہ کے ایام میں ہوا جب خاکسار جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے لاہور سے ربوہ آیا ہوا تھا۔ آپ کا حافظہ بلا کا تھا۔ اپنے ملنے والوں کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیتے۔

خاکسار نے دو مرتبہ آپ کے زیرسایہ وقف عارضی کی توفیق بھی پائی۔ اس دوران آپ وقت کی پابندی اور خلافت سے ذاتی تعلق بڑھانے پر بہت زور دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو لمحہ گزر گیا وہ کسی قیمت پر واپس نہیں آسکتا۔

آپ کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آپ اپنی ذاتی ڈاک کا جواب فوری ارسال کرتے تھے۔ آپ نے دفتر میں اپنی ذاتی ڈاک کے استعمال کے لئے لفافے اور کاغذ مع ضروری سٹیشنری علیحدہ رکھی ہوتی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارہ میں سنا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا بلاوا آتا تو آپ جوتی گھسیٹتے ہوئے اور پگڑی چلتے چلتے باندھتے۔ یہی نظارہ خاکسار نے حضرت مولوی دوست محمد شاہد صاحب میں بھی دیکھا۔

پھر ایک نظارہ خاکسار نے 1982ء میں دیکھا جب مسجد مبارک میں خلافت رابعہ کا انتخاب ہورہا تھا۔ آپ باہر پلاٹ میں سر جھکائے دعا میں مصروف تھے۔ جب لاؤڈ سپیکر پر انتخاب کا اعلان ہوا تو آپ سنتے ہی سجدہ ریز ہوگئے اور کافی دیر سجدہ میں پڑے رہے۔

دارالذکر لاہور میں ایک لکڑی کا بکس تھا۔ احباب گھروں میں موجود زائد کتب رسالہ جات وغیرہ تلف کرنے کی غرض سے اس میں چھوڑ جاتے۔ خاکسار اس میں سے ضرورت کے مطابق کوئی رسالہ یا کتاب لے آتا۔ ایک دفعہ اس میں سے برمنگھم کے ایک قانون دان کا سپریم کورٹ کے فیصلہ پر تبصرہ خاکسار کو ملا جو میں نے حضرت مولانا کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ آپ نے شکریہ کا خط ارسال کرتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ حیرت انگیز بات ہے کہ ان دنوں شعبہ تاریخ 1993ء کے حالات سلسلہ ترتیب دے رہا ہے۔ اس ضمن میں یہ کتابچہ معجزانہ طور پر تصرف الٰہی سے آپ نے بھجوادیا جو شامل مسودہ ہوگا۔

خاکسار کو تین چار بار آپ کے ہمراہ لاہور جانے کا موقعہ ملا۔ خاکسار کو آپ کی بیٹی کے گھر کا علم تھا جس کے قریب سے ہم گزر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ فلاں کے گھر تو نہیں جانا۔ آپ نے نہایت جوشیلی آواز میں فرمایا کہ مَیں جماعتی دورہ پر ہوں اس لئے کسی رشتہ دار کے گھر نہیں جانا۔

دورانِ سفر آپ مختلف قسم کے واقعات سنا کر سفر کی تکلیف دُور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ایک بار آپ منصورہ میں جماعت اسلامی کے مرکز میں موجود کتب خانہ میں تشریف لے گئے۔ آپ بے دھڑک اندر چلے گئے اور اندر داخل ہوتے ہی جلالی آواز سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ پھر کاؤنٹر پر موجود تمام افراد سے فرداً فرداً ہاتھ ملایا اور بعض کتب کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ پھر کتب خانہ دیکھنے لگے اور ایک گھنٹہ سے زائد وقت کتابوں کی ورق گردانی کرنے کے بعد آپ نے چند کتب خریدیں اور بل ادا کرنے کے بعد وہاں کے انچارج کو اپنا بھرپور تعارف کرایا اور مولانا مودودی سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا اور ربوہ سے آنے کا بتایا اور دوبارہ اُن سے مصافحہ کرکے روانہ ہوئے۔ فرمانے لگے کہ ہم نے تو ہر حال میں تبلیغ کرنی ہے۔

ایک بار جب ہم مرسڈیز ویگن میں لاہور سے ربوہ آرہے تھے۔ دو عدد بڑے بیگز بھی آپ نے رکھے ہوئے تھے۔ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کی ہماری جماعت پر اب کتنی بڑی عنایات ہیں۔ اس عاجز خادم کو لاہور لے جانے اور لانے کے لئے ایئرکنڈیشنڈ مرسڈیز گاڑی اللہ تعالیٰ کے انعاموں میں سے ایک انعام ہے اور ایک وہ وقت تھا دو بزرگوں کا نام لیا (جن میں سے ایک گیانی واحد حسین صاحب مرحوم تھے) جن کے ہمراہ ڈی جی خان جانا تھا اور تین بڑے بکس کتابوں کے ہمارے پاس تھے جو ہم نے اٹھا رکھے تھے اور آج یہ حالت ہے کہ ان دو بیگز میں تقریباً ایک ہزار سے زائد حوالے مَیں لے کر جا رہا ہوں۔

ایک موٹرسائیکل سوار ہماری گاڑی سے آگے آگے جا رہا تھا جب وہ اچانک گر گیا تو مولانا نے بڑے زور سے کہا اللہ فضل کرے۔ پھر گاڑی رکوائی اور اتر کر اُس کے پاس جا کر حال وغیرہ دریافت کیا۔ گاڑی میں موجود ہومیوپیتھی دوائی نکال کر اُسے دی۔ اور جب تک وہ وہاں سے چلا نہیں گیا آپ بھی موجود رہے۔

آپ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ بہت جلد مطالعہ کر لیتے اور مطلب کی بات نکال لیتے تھے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5/دسمبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

کوئی تو شخص اٹھے بے دھڑک جو سچ بولے
بغیر خوف و خطر بزم میں زباں کھولے
کرخت لہجے میں سنتے ہیں درس نفرت کا
اے کاش امن کا کانوں میں کوئی رس گھولے
شکستہ کشتی ہے بحر نفاق میں قدسیؔ
خدایا خیر ہو یہ کھا رہی ہے ہچکولے

مکرم میاں عبدالحکیم صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 دسمبر 2009ء میں مکرم بشیر احمد شاہد صاحب اپنے دادا مکرم میاں عبدالحکیم صاحب کا ذکرخیر کرتے ہیں۔

مکرم میاں عبدالحکیم صاحب کے آباؤ اجداد کا مسکن موضع ڈھڈیاں ضلع امرتسر تھا لیکن آپ کی پیدائش بھمّہ نزد لاہور میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم نیک شاہ صاحب اپنی نیک شہرت کے باعث اپنے علاقہ میں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

مکرم میاں عبدالحکیم صاحب کا قد چھ فٹ، رنگ گورا اور سڈول جسم کے مالک تھے۔ خود بھی عالم فاضل تھے اور احمدی ہونے سے پہلے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے کلاس فیلو اور بہت گہرے دوست تھے۔ یہ تعلق اُس وقت ختم ہوگیا جب آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اگرچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے محبت سے، لالچ دے کر اور آخرکار دھمکیوں کے ذریعہ آپ کو احمدیت سے دُور کرنا چاہا لیکن آپ ہمیشہ ثابت قدم رہے۔

آپ کو بیعت کی توفیق حضرت مولوی محمد علی صاحبؓ (قادیانی) کے ذریعہ نصیب ہوئی جو آپ کی چھوٹی بیٹی کے سسر تھے۔

مکرم عبدالحکیم صاحب احمدیت قبول کرنے سے پیشتر اپنے گاؤں کی جامع مسجد کے امام الصلوٰۃ تھے۔ فارسی اور عربی کے استاد بھی تھے۔ آپ کو کچھ عرصہ ممبئی میں بطور سکول ٹیچر ملازمت کا موقع بھی میسر آیا تھا مگر اپنی زرعی اراضی کی صحیح نگہداشت کرنے کے لئے اپنی ملازمت کو خیرباد کہہ کر اپنے گاؤں آنا پڑا تھا۔ جب آپ نے گاؤں میں اپنے احمدی ہونے کا بتایا اور کہا کہ اب آپ اپنا کوئی اور امام مقرر کرلیں تو سارا گاؤں شدید مخالف ہوگیا۔ خاص کر آپ کا حقیقی نسبتی بھائی جو گاؤں کا نمبردار تھا اور اہل حدیث مسلک رکھتا تھا۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد جو مخالفت کا طوفان اٹھا اس کا آپ نے بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ گاؤں میں چوری یا فساد وغیرہ کا جو بھی واقعہ پیش آتا اس کی رپورٹ پولیس میں آپ کے خلاف درج کروانے کی کوشش کی جاتی۔ مگر خداتعالیٰ کے فضل سے تحقیق کے بعد آپ کو بری الذمہ قرار دیا جاتا۔ ایسے ہی ایک واقعہ کے بعد آپ نے اپنے نسبتی بھائی سے احتجاج کیا تو اُس نے صاف کہہ دیا کہ یا تم مرزائیت چھوڑ دو یا پھر گاؤں سے نکل جاؤ۔ چنانچہ آپ اپنے دو بیٹوں کے ہمراہ قادیان چلے گئے اور اپنی زرعی اراضی اپنے ایک تایازاد بھائی کے سپرد کردی (جس کی مالی حالت بہت کمزور تھی)۔ اس بھائی کو کہہ گئے کہ تم اس سے اپنی آمد کا کوئی ذریعہ بنا کر اپنے حالات کو بہتر بنالو۔ مجھے جب ضرورت پڑے گی تو میں یہ زمین آپ سے واپس لے لوں گا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب آپ نے اُس سے اپنی زمین کی واپسی کا مطالبہ کیا تو اُس نے صاف انکار کردیا۔

خداتعالیٰ نے آپ کو چار بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا تھا۔ سوائے ایک بڑی بیٹی کے باقی سب بچے احمدیت کے نور سے ہمکنار ہوئے۔

محترم میاں عبدالحکیم صاحب نے قادیان ہجرت کرنے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی دعا سے ایک چھوٹی سی کریانہ کی دکان کرلی جہاں اپنے دونوں بیٹوں کو بٹھادیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دکان کو غیرمعمولی برکت دی۔ ایک عرصہ بعد جب کام بہت بڑھ گیا تو حضرت مصلح موعودؓ نے اس دکان کا نام ''لاہور ہاؤس'' تجویز فرمایا۔ یہ نام رکھنے کے بعد تو یہ کاروبار اتنا پھیلا کہ آپ نے اپنے دوسرے دونوں بیٹوں کو بلاکر بھی اسی کاروبار میں شریک کردیا۔ پھر حضورؓ کی تجویز پر یہ دکان دن کے علاوہ رات کو بھی کھلی رکھی جانے لگی۔ اس کاروبار میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار برکت عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو 49 پوتے، پوتیاں اور نواسے، نواسیوں کی نعمت سے نوازا تھا۔ آپ نے کئی بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھایا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو پڑھنے کا آپ کو عشق کی حد تک جنون تھا۔ اسی طرح حضرت اقدسؑ کا فارسی اور عربی کا بہت سا منظوم کلام زبانی یاد کر رکھا تھا۔ کئی بار یہ نظمیں آپ پڑھتے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بے حد شوق تھا۔ آپ ہر ماہ اپنے غیرازجماعت عزیزوں کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر حضرت اقدسؑ کے الہامات اور اور زرّیں ارشادات بذریعہ ڈاک بھجوایا کرتے تھے اور اُن کو قادیان کی زیارت کی دعوت دیا کرتے تھے۔

محترم میاں عبدالحکیم صاحب جب آخری بیماری میں مبتلا ہوئے تو تیز بخار کی وجہ سے بہت کمزوری تھی لیکن پوری طرح ہوش میں تھے۔ دس بجے دن کا وقت تھا۔ آپ کے تین بیٹے آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ باتیں کرتے کرتے اچانک رُک گئے اور بیٹوں کو مخاطب کرکے کہنے لگے ایک طرف ہوجائیں، راستہ دے دیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ تشریف لائے ہیں۔ آپ کا چہرہ یکدم خوشی سے چمک اٹھا۔ آپ چند لمحے ہونٹ ہلاتے رہے جیسے حضورؑ سے باتیں کررہے ہیں پھر یکدم خاموش ہوگئے اور آنکھیں بند کرلیں اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

آپ موصی تھے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپکی نماز جنازہ پڑھائی اور کندھا بھی دیا۔ اس موقع پر حضور پُرنور کی خدمت میں جب وفات کے قریب حضرت اقدسؑ کی آمد کا واقعہ بتایا گیا تو حضورؓ نے فرمایا کہ آپ کے والد صاحب بہت ہی خوش نصیب ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا بابرکت وجود جن کے استقبال کے لئے خود آیا۔

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ نومبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر عظمت صاحبہ کے کلام سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

احساس کا لمحہ جاگ اٹھا ، پُر نور سویرا دُور نہیں
ظلمت کی گھٹا اب چھائی رہے ، اللہ کو یہ منظور نہیں
بازو یہ نہیں ہیں شل لوگو ، طوفان کا زور تھما سمجھو
طوفاں سے نمٹنا سیکھ لیا ، ساحل سے سفینہ دُور نہیں
جذبوں نے اگرچہ بخشی ہے احساس کی اک دولت ہم کو
ہم صبر کا دامن تھامے ہیں ، سینوں سے خوشی کافور نہیں
اب چہرہ نمائی کر مولا یہ آنکھ تجلّی کو ترسی!
اس دَور کے موسیٰ کی خاطر کیا ہم نے سجایا طُور نہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

21st December 2012 – 27th December 2012

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 21st December 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Huzoor's Tours: Tour of Denmark
01:45	Kasre Saleeb
02:30	Japanese Service
03:00	Tarjamatul Qur'an Class
04:20	Roohani Khazaaen Quiz
04:55	Liqa Ma'al Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Huzoor's Tours: Tour of Denmark
07:45	Siraiki Service
08:30	Rah-e-Huda
10:05	Indonesian Service
11:05	Fiq'ahi Masa'il
11:40	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
11:50	Seerat-un-Nabi (saw): a discussion in Urdu about the life of the Holy Prophet (saw)
13:00	Live Friday Sermon
14:15	Yassarnal Qur'an
14:35	Bengali Reply to Allegations
15:45	Braheen-e-Ahmadiyya
15:35	Braheen-e-Ahmadiyya: An Urdu discussion on the book written by the Promised Messiah (as)
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Huzoor's Tours: Denmark [R]
19:00	Real Talk: An English discussion programme
20:15	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:10	Rah-e-Huda [R]

Saturday 22nd December 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:45	Yassarnal Qur'an
01:30	Huzoor's Tours: Denmark
02:10	Friday Sermon: recorded on 21st December 2012
03:20	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
04:50	Liqa Ma'al Arab: rec. on 27th December 1994
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25	Al-Tarteel
06:50	Majlis Ansarullah Ijtema UK: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 7th October 2012
07:45	International Jama'at News
08:15	Story Time
08:35	Question & Answer Session: 8th July 1995, Part 2
09:40	Indonesian Service
10:40	Friday Sermon: Rec. on 21st December 2012
11:50	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:05	Story Time
12:30	Al Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Spotlight
16:00	Live Rah-e-Huda: a live interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:15	MTA World News
18:35	Majlis Ansarullah Ijtema UK 2012 [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:40	Story Time [R]
23:05	Friday Sermon [R]

Sunday 23rd December 2012

00:05	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al-Tarteel
01:25	Majlis Ansarullah Ijtema UK 2012
02:40	Friday Sermon [R]
03:45	Spotlight
04:45	Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th December 1994.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:50	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class: Recorded on 18th April 2009.
08:00	Faith Matters
09:00	Question and Answer Session: English Q& A recorded on 24th November 1996.
10:10	Indonesian Service
11:15	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 20th April 2012.
12:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:50	Yassarnal Qur'an
13:05	Friday Sermon [R]
14:15	Bengali Reply to Allegations
15:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
16:00	Press Point: An English discussion programme
17:00	Kids Time
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
19:25	Beacon of Truth: English discussion programme
20:35	Discover Alaska: An English documentary
21:10	MTA Variety: San Francisco
22:00	Friday Sermon: Rec. on 21st December 2012
23:10	Question and Answer Session [R]

Monday 24th December 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:55	Yassarnal Qur'an
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Class: Rec. on 18/04/2009
02:10	Discover Alaska: An English documentary
02:45	Friday Sermon: Recorded on 21/12/2012
03:50	Real Talk: English discussion programme
04:55	Liqa Ma'al Arab: Rec. on 3rd January 1995
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:30	Al-Tarteel
07:00	Huzoor's Tours: Tour of Denmark
07:30	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
08:00	International Jama'at News
08:30	Seerat Hadhrath Masih-e-Ma'ood (as)
09:00	Rencontre Avec Les Francophones
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon rec. on 5th October 2012.
11:20	MTA Variety: Apples of Kashmir
12:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on 2nd March 2007
14:00	Bangla Shomprochar
15:10	MTA Variety: Apples of Kashmir [R]
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours: Visit to Denmark
18:45	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
19:30	Real Talk
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:00	MTA Variety: Apples of Kashmir [R]
23:45	Dars Seerat-un-Nabi (saw)

Tuesday 25th December 2012

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
01:05	Insight
01:15	Huzoor's Tours: Visit to Denmark
01:45	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
02:25	Kids Time
02:55	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
03:25	Friday Sermon: Recorded on 2nd March 2007
04:25	MTA Variety: Apples of Kashmir
04:55	Liqa Ma'al Arab: Rec. on 4th January 1995.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Majlis Ansarullah Ijtema UK: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 7th October 2012
08:15	Insight: recent news in the field of science
08:30	Australian Wildlife
08:50	Question & Answer Session: rec. 24/11/1996
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Friday Sermon
12:05	Tilawat & Insight
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Spanish Service
16:00	Ilmul Abdaan
16:30	Seerat-un-Nabi (saw)
17:10	Le Francais C'est Facile
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Majlis Ansarullah Ijtema UK 2012 [R]
19:45	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 21st December 2012.
20:50	Insight: recent news in the field of science
21:00	Ilmul Abdaan [R]
21:30	Australian Wildlife [R]
22:00	Seerat-un-Nabi (saw)
22:55	Question and Answer Session [R]

Wednesday 26th December 2012

00:10	MTA World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Majlis Ansarullah Ijtema UK 2012
02:35	Le Francais C'est Facile
03:00	Australian Wildlife: Kangaroos
03:30	Ilmul Abdaan
04:05	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
04:50	Liqa Ma'al Arab: Rec. on 7th March 1995
06:00	Tilawat & Dars
06:45	Al-Tarteel
07:15	Lajna Imaillah UK Ijtema 2012
08:10	Real Talk
09:10	Question & Answer Session: Rec 08/07/95 Part 2
10:15	Indonesian Service
11:20	Swahili Service
12:30	Tilawat & Dars
12:15	Al-Tarteel
13:45	Friday Sermon: Recorded on 16th March 2007
14:35	Bangla Shomprochar
15:40	Fiq'ahi Masa'il
16:05	Kids Time
16:40	Faith Matters
17:35	Maidane Amal Ki Kahani
18:10	Al-Tarteel
18:40	MTA World News
19:00	Lajna Imaillah UK Ijtema 2012 [R]
19:55	Real Talk [R]
20:55	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:20	Kids Time [R]
21:55	Maidane Amal Ki Kahani [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:20	Intikhab-e-Sukhan: Rec. on 13th October 2012

Thursday 27th December 2012

00:30	MTA World News
00:50	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
01:05	Al-Tarteel
01:35	Lajna Imaillah UK Ijtema 2012
02:30	Fiq'ahi Masa'il
02:55	Mosha'airah: an evening of poetry
04:00	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 8th March 1995
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:45	Yassarnal Qur'an
07:05	Huzoor's Tours: Denmark
07:55	Beacon of Truth
09:00	Tarjamatul Qur'an class
10:00	Indonesian Service
11:00	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Beacon of Truth [R]
14:00	Friday Sermon
15:10	Kasre Saleeb
16:00	Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme
16:30	Tarjamatul Qur'an class [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Huzoor's Tours: Visit to Denmark [R]
19:30	Faith Matters
20:30	Roohani Khaza'aen Quiz
21:00	Tarjamatul Qur'an class [R]
22:00	Kasre Saleeb [R]
23:00	Beacon of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 14 December, 2012 | Issue No. 50

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ اگست 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن اپنے قارئین کے لئے مؤرخہ 14 جنوری 2011ء کے شمارہ سے پاکستان میں آباد احمدیوں پر مسلسل جاری مختلف النوع دردناک مظالم میں سے سامنے آنے والے چند واقعات نہایت اختصار سے پیش کررہا ہے تادنیا کی متفرق آبادیوں میں بسنے والے زیادہ سے زیادہ احمدیوں کو اپنے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے ان مظلوم بہن بھائیوں کے لئے بطور خاص دعا کی تحریک ملتی رہے۔یہ اقساط ماہ بماہ مرتب ہونے والی Persecution Report سے ماخوذ ہوتی ہیں۔بعض قارئین کے توجہ دلانے پر آئندہ سے ان اقساط کا مجموعی قسط نمبر درج کیا جائے گا تاتسلسل قائم رہے۔(مدیر)

(قسط نمبر:63)

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ نیکی میں فرشتوں کی طرح ہوجائے۔خدانے اُن کے لئے ترقی کے بہت سے سامان رکھے ہیں۔اوروعدہ کیاہے کہ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (آل عمران :56) سب سے بہتر یہ جماعت ہے جس نے ہم کو دیکھااور ہماری باتوں کو سنا۔خدا کی طرف رجوع کرکے کوئی شخص ذلیل نہیں ہوتا۔بدکاروں کی گالیاں تمہارے لئے کسی ذلّت کا موجب نہیں۔جوشخص سچے دل سے خدا کی طرف آتا ہے وہی حقیقی عزت حاصل کرتا ہے۔‘‘

(جماعت کی ترقی،پورانی نوٹ بک1902ء، ذکر حبیب،از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ،صفحہ:244)

راولپنڈی میں عید کی خوشیاں منانا منع ہے!!!

بزرگ استادشاعرامیر مینائی کاشعرہے:

ایسا جہاں میں حکم کا سکہ بٹھا دیا
نوشیرواں کا عدل دوبارہ دکھا دیا

سب جانتے ہیں کہ تمام حقیقی مسلمان رمضان المبارک میں حکم الٰہی کی اتباع میں اپنے اوپر بعض پابندیاں وارد کرتے ہیں اور پھر الٰہی حکم پر ہی شوال کا چاند دیکھ کر عید الفطر کی خوشیاں مناتے ہیں۔لیکن اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سرکاری اسلام کچھ اور ہی ہے۔عیدالفطر کی نماز ایسی ہے کہ جس میں اس علاقہ کے تمام مسلمان مردوں،عورتوں اور بچوں کی شمولیت ہوتی ہےاوراس بابت اتنی تاکیدآئی ہے کہ ایسی خواتین جن کے پاس اوڑھنی بھی میسر نہ ہو وہ مستعاراوڑھنی سےعید کے اجتماع میں حصہ لیں اورخوشیوں میں شریک ہوں۔لیکن مملکت خداداد میں احمدیوں پر ہرطرح کے دہشت گردوں کے پے درپے حملوں نے مجبور کردیا ہے کہ خطرے کی جگہ سے عورتوں اور بچوں کو دور رکھیں اورصرف مرد ہی اجتماعی عبادات کے مواقع پر حاضر ہوں۔لیکن امسال ماہ اگست میں تو حد گزری۔عیدالفطر کے موقع پر پاکستانی حکام نے 1984ء کے صدارتی آرڈیننس XX کے اجراء کے بعد پہلی دفعہ احمدیوں کو عیدالفطر کی نماز کی ادائیگی سے روک کراس آرڈیننس کے خالق جنرل ضیاء الحق کی روح سے اپنی بے لوث اورفراخدلانہ محبت کا بھاری ثبوت مہیا کیا ہے اوریوں مذہبی دیوانگی اورظلم وزیادتی کی انوکھی ترین مثال قائم کرنے میں کامیاب ٹھہرے۔

لیکن یادرہے کہ راولپنڈی شہرمیں صوبہ پنجاب کے حاکموں کا سکّہ چلتا ہے اوروہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ مولوی کی دوستی میں وہ احمدیوں پر جتنا مرضی ظلم وستم ڈھالیں یہ مولوی تو’’هَلْ مِنْ مَّزِيْد؟‘‘والی مخلوق ہے اور یہ بلیک ہول کی طرح اپنے ان دوستوں کو بھی ساتھ لے کرہی مزید بربادی میں اتریں گے۔

اس زرخیز صوبہ کے بانجھ حاکم اب مولوی کی بانہوں میں بانہیں ڈالے احمدیوں پرظلم اور بربریت میں دیگرتمام صوبوں سے کہیں آگے جارہے ہیں۔دیگر تمام مظالم سے قطع نظر یہ لوگ احمدیوں کا حقِ عبادت چھیننے اور خالق اور مخلوق کے باہمی رشتہ میں روکیں کھڑی کرنے میں’’شَرُّالْبَرِيَّة‘‘کے ہم قماش معلوم پڑتے ہیں۔شائدکوئی نازک طبع ان الفاظ کوتلخ نوائی گردانے،لیکن حقائق بولتے ہیں اوراعدادوشمار کی بھی ایک زبان ہواکرتی ہے:

1984ء والے بدنام زمانہ آرڈیننس کے اجراء سے لے کر2011ء کے آخیر تک احمدیہ مساجد کی بابت درج ذیل صورت حال رہی:

مسمارشدہ مساجد	23
آتش زنی کا شکار ہونے والی مساجد	12
زبردستی قبضہ کی جانے والی مساجد	16
سرکاری حکام کی طرف سے سیل کردہ مساجد	28
سرکاری حکام کی طرف سے مساجد میں تعمیراتی کام بندکروایا گیا	42

نیزان مساجد کی تعداد جہاں خودکش جیکٹس پہنے جدیدترین آتشی اسلحے سے مسلح،تربیت یافتہ دہشتگردوں نے سینکڑوں احمدیوں کو بحالت نماز خون میں نہلا دیا اور بچے بوڑھے احمدی شہید اور زخمی ہوئے اس کے علاوہ ہے، اورجن احمدیہ مساجد کی بارلیش مولوی ریکی (Reconnaissance) کرتے ہیں اورصلوٰۃ الخوف کی منظرکشی کرتے نمازسینٹرزبھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔

لیکن ان تمام اعدادوشمار کے جواب میں پاکستان کے حکام بالا عذرلنگ کے طور پر اپنے تمام مظالم کے دفاع میں یہ راگ الاپتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی مساجد کی جگہیں باقاعدہ منظور شدہ نہیں ہوتی ہیں۔اب اگر ملک میں منافقت کا راج نہ ہوتو ہم عرض کریں کہ احمدی اپنی مسجد بنانے کے لئے ایک درخواست جمع کرواتے ہیں تو ان کو اجازت نامہ کون مہیا کرے گا؟ یا پچھلے 28 برسوں میں آج تک کتنی احمدیہ مساجد کو اجازت نامے مہیا کئے گئے ہیں؟

قصہ مختصر کہ کسی بھی احمدی کو خدائے واحد کے سامنے جبین نیاز جھکانے لئے ایک انچ جگہ نہیں مل سکتی لیکن ملک کے دارالحکومت میں غیراحمدیوں کی ایک رنگ دارمسجد کے اندراتنا اسلحہ ذخیرہ کیا جاسکتا ہے کہ کئی دن کی سخت ترین لڑائی کے بعد پولیس،رینجرزاور پاک فوج یہ رنگین مسجد خالی کروانے میں کامیاب ہوں اس دوران کئی فوجی کمانڈوز اور سرکاری ملازموں کو جان سے ہاتھ دھونے پڑے اور یہ مناظرکئی دن تک ٹی وی کی سکرین پرلائیودیکھے گئے۔

پس ان چاردن کے خداؤں نے ملک بھرمیں اپنے حکم کاایسا سکہ بٹھایا ہے کہ نوشیروان کا عدل تو بس ایک قصّہ ٔپارینہ ہے!!!

بجزظلم کے اس کاعنوان کیا ہے؟

احمدیہ مساجد بدستورنشانے پر

……واہ کینٹ ضلع راولپنڈی: یہاں کی مقامی جماعت نے اپنی مسجد کے محراب میں حسب ضرورت بعض ضروری مرمتیں کیں اور معاندین کو شرارت کا موقع میسر آگیا۔ ان فسادیوں نے فوری طور پر احمدیوں کے خلاف واہ انتظامیہ کے حکام اعلیٰ کے پاس شکائت درج کروادی۔ٹاؤن انتظامیہ نے احمدی اکابرین کو طلب کیا اور الزام لگایا کہ آپ لوگوں نے غیرقانونی تعمیراتی کام کروایا ہے۔ قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے احمدی ہرجگہ اپنی دلیل پیش کرتا ہے اور اپنے جائز بنیادی حق کی حفاظت کے لئے پوری پوری کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔اس موقع پر بھی احمدیوں نے حکام پر واضح کیا کہ یہ مسجد 1970ء میں منظورشدہ نقشے کے عین مطابق تعمیر شدہ ہے اور اب کوئی بھی نئی تعمیر یا ترمیم تو ہوئی ہی نہیں۔ اب رہ گیا ضروری مرمتوں کا معاملہ۔اس پر گرفت کیسی؟ احمدیوں نے مسجد کا اصل نقشہ اور منظوری کے کاغذات حکام کو پیش کرکے ایک دفعہ معاملہ سلجھالیا ہے لیکن جب تک پاکستان میں مذہب کے نام پرفساد کو قانونی اور آئینی تحفظ حاصل ہے تب تک احمدیہ مساجد کی مکمل حفاظت کی یقین دہانی نہیں کروائی جاسکتی ہے۔

خدمتِ خلق ہے جرمِ عظیم!!

تاوان کی وصولی کے لئے احمدی ڈاکٹر پر حملے

……راولپنڈی، اگست: مکرم ڈاکٹر حامد حسن صاحب ابن مکرم ومحترم میجر جنرل ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کو مبینہ طور پر تحریک طالبان کی طرف سے دھمکیاں مل رہی ہیں اورآپ حملوں کی زدمیں ہیں۔

آپ سے اولاً مورخہ 24 اگست کو تحریک طالبان کی طرف منسوب ہوکرایک شخص بنام لطیف خان نے فون پر مبلغ دس کروڑ روپے کا مطالبہ کیا۔اس شخص کا فون نمبر یہ تھا:092-8310113۔ اس مفسد نے رقم کی ادائیگی کے لئے 72 گھنٹوں کی مہلت دیتے ہوئے جان لیوا حملے کی دھمکی دی۔ اس پر مکرم ڈاکٹر صاحب نے جوابی کال کرکے اس لطیف خان کو بتایا کہ مَیں تو ڈاکٹر ہوں اورانسانیت کی خدمت کا کام کررہا ہوں مجھ سے علاج کروانے والے وزیرستان کے لوگ بھی ہیں۔انسانیت اور اہل وزیرستان کے زخموں پر مرہم رکھنے اور دردوں کا مداوا کرنے کی پاداش میں اس فیاض ڈاکو نے ڈاکٹر صاحب کوالٹی میٹم میں 24 گھنٹوں کی توسیع دے کر حاتم طائی کو شرمندہ ہی کردیا۔مکرم ڈاکٹر صاحب نے اس طبقہ کی شدت پسندی کے پیش نظر پولیس اورایجنسیز کے متعلقہ لوگوں کو اس دھمکی سے باخبر کردیا۔لیکن 29 اگست کو رات ساڑھے دس بجے ڈاکٹر صاحب کے کلینک کے مرکزی دروازے کے اندرونی حصہ میں زوردار دھماکہ ہوا جس کی آواز دور دورتک سنی گئی۔کلینک کی کھڑکیوں کے شیشے ریزہ ریزہ ہوگئے اور قریب کھڑی کار کو نقصان پہنچا۔لیکن خیر گزری کہ کسی ذی روح کو کوئی بڑی گزند نہیں پہنچی۔

اگلی صبح اسی شخص کا میرانشاہ سے فون آیا کہ ہم لوگ تم تک پہنچ چکے ہیں۔ ہماری مطلوبہ رقم مہیا کردو۔ یہ دھماکہ تو محض آغاز ہے۔آگے آگے دیکھتے جاؤ کہ تمہارے ساتھ ہوتا کیا ہے۔یہ تو ابھی تم نے ابتدائی جھلک دیکھی ہے۔

معاندین کے جوبھی عزائم ہیں لیکن ہم دل فگار تو بس اتنا جانتے ہیں کہ

رات جتنی طویل ہوتی ہے
صبحِ نو کی دلیل ہوتی ہے

(باقی آئندہ)

معانداحمدیت،شریراورفتنہ پرورمفسد مُلّاؤں اوران کے سرپرستوں اورہمنواؤں کوپیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے،انہیں پیس کر رکھ دے اوران کی خاک اڑادے۔